ہفت روزہ
# ندائے خلافت
لاہور

06

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
32 واں سال

## تنظیم اسلامی کا ترجمان

15 تا 21 رجب المرجب 1444ھ / 07 تا 13 فروری 2023ء


## نظریہ: قوموں کی روح

نظریہ (IDEOLOGY) ایک قوم کے لیے رُوح کی سی حیثیت رکھتا ہے، جس کے ہونے سے زندگی برقرار رہتی ہے اور جس کے فقدان کی صورت میں انسانی معاشروں سے اس حرارت وحرکت کا خاتمہ ہوجاتا ہے جس کا نام زندگی ہے۔ قوم کی یہ زندگی بخش نظریاتی رُوح اگر زندہ وتوانا ہوتو دوسری تمام قوتیں ہاتھ آ جاتی ہیں اور تھوڑی قوتوں سے بہت زیادہ نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ نظریہ سے سرشار ہونے والی قوموں کا عشق اتنا جسور اور فقر اتنا غیور ہوتا ہے کہ وہ کبھی خوار نہیں ہوتیں، لیکن نظریہ کی مرکزی قوت ختم ہوجائے یا کمزور پڑ جائے تو محض روپے پیسے، صنعت وتجارت، فوجوں اور اسلحہ، ادارات اور تنظیموں اور معاہدوں اور بلاکوں کے بل پر کسی انسانی گروہ کو نہ زندگی حاصل ہوسکتی ہے، نہ ترقی وکامیابی۔ بدن میں اگر رُوح ختم ہو رہی ہو اور شجاعت کا جوہر فعال کام نہ کر رہا ہو تو بھینسے جیسا عظیم جثہ گوشت کے ایک ڈھیر سے زیادہ نہیں۔

نظریہ سے محروم معاشرے یا تو قائم ہی نہیں رہ سکتے، یا پھر وہ دوسروں میں ضم ہوجاتے ہیں اور کسی نظریاتی تمدن کے تابع مہمل بن جاتے ہیں۔ اقوام کا زوال ''بے زری'' سے نہیں ہوتا، اور اُن کا عروج بھی تونگری کا مرہونِ منت نہیں ہوتا۔ اسی طرح اسلحہ کی کمی کے بھی معنی لازماً یہ نہیں ہوتے کہ ایک قوم کمزور ہے، بلکہ اگر اس کے جوانوں کی خودی فولاد کی سی قوت رکھتی ہے تو وہ بہت زیادہ محتاجِ شمشیر نہیں رہتی۔ دوسری طرف اگر خودی ہی جواب دے جائے تو پھر جو کچھ رہ جاتا ہے وہ خالی زرنگار نیام ہوتے ہیں جن میں شمشیریں نہیں ہوتیں۔ علامہ اقبال کہتے ہیں ؏ ''قوموں کی حیات اُن کے تخیل پہ ہے موقوف۔''

**اقبال کا شعلہ نوا**
نعیم صدیقی

## اس شمارے میں


امریکہ پاکستان سے کیسے ڈیل کرتا ہے......

سات خوش قسمت لوگ

عالم اسلام کے خلاف یہود ونصاریٰ کی سازشیں (4)

اسلام اور مسلمان دشمنی میں ملوث بھارت اور سویڈن

وقت کرتا ہے پرورش برسوں.....

نفاذِ اسلام کی راہ میں بڑی رکاوٹ

الہدیٰ
1022 ڈاکٹر اسرار احمدؒ

# حضرت شعیب علیہ السلام کی اصحاب ایکہ کو تبلیغ

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:176 تا 180

کَذَّبَ اَصۡحٰبُ لۡئَیۡکَۃِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۷۶﴾ۚۖ اِذۡ قَالَ لَہُمۡ شُعَیۡبٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۷﴾ۚ اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿۱۷۸﴾ۙ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۷۹﴾ۚ وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۸۰﴾ؕ

**آیت:۱۷۶** ﴿کَذَّبَ اَصۡحٰبُ لۡئَیۡکَۃِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۷۶﴾﴾ ’’(اور اسی طرح) اصحابُ الایکہ نے بھی جھٹلایا رسولوںؑ کو۔‘‘

’’ایکہ‘‘ کے معنی جنگل یا بَن کے ہیں۔ یہ لفظ اس سے پہلے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے لیے سورۃ الحجر کی آیت ۷۸ میں بھی آچکا ہے۔

**آیت:۱۷۷** ﴿اِذۡ قَالَ لَہُمۡ شُعَیۡبٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۷﴾﴾ ’’جب کہا اُن سے شعیبؑ نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟‘‘

**آیت:۱۷۸** ﴿اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿۱۷۸﴾﴾ ’’میں یقیناً تمہارے لیے ایک امانت دار رسولؑ ہوں۔‘‘

**آیت:۱۷۹** ﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۷۹﴾﴾ ’’پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔‘‘

**آیت:۱۸۰** ﴿وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۸۰﴾﴾ ’’اور مَیں تم سے اس پر کسی اُجرت کا طالب نہیں ہوں‘ نہیں ہے میری اُجرت مگر تمام جہانوں کے رب کے ذِمّے۔‘‘

درس حدیث

## نماز کا چھوٹ جانا

عَنۡ نَوۡفَلِ بۡنِ مُعَاوِیَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنۡ فَاتَتۡہُ الصَّلَاۃُ فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَھۡلَہٗ وَمَالَہٗ)) (رواہ احمد)

نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہوگئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔‘‘

**تشریح:** نماز اسلام کا اہم رکن ہے۔ یہ مسلمان پر فرض قرار دی گئی ہے اور اس کی حد درجہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس حدیث سے یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ ایک نماز کا چھوٹ جانا اس کے مترادف ہے جیسے کہ گھر میں آدمی نے بہت سامال جمع کیا ہو اور کوئی اُس سے اس کا سارا مال اور اہل و عیال ہتھیا کر لے جائے اور وہ خالی ہاتھ رہ جائے۔

ہفت روزہ

لاہور

# ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

15 تا 21 رجب 1444ھ جلد 32
07 تا 13 فروری 2023ء شمارہ 06

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org


''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

# امریکہ پاکستان سے کیسے ڈیل کرتا ہے....

پاک امریکہ تعلقات کے عنوان سے بہت کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے لیکن اس مرتبہ ہم نے اپنی تحریر کو ''امریکہ پاکستان سے کیسے ڈیل کرتا ہے؟'' کا عنوان دیا ہے۔ اس لیے کہ جب ہم ''پاک امریکہ تعلقات'' کو عنوان بناتے ہیں تو پھر یہ دو ممالک کے درمیان کسی نہ کسی سطح پر اور کسی نہ کسی انداز میں برابری کا تصور دیتا ہے کیونکہ ''تعلقات'' کا لفظ یہ تاثر دیتا ہے کہ دونوں ممالک اس حوالے سے کوئی باہم فائدے کا کردار ادا کر رہے ہیں لیکن اگر ہم امریکہ پاکستان سے کیسے ڈیل کرتا ہے کو عنوان بنائیں گے اور پھر تاریخ میں جھانکیں گے تو اصل حقائق واضح ہو کر ہمارے سامنے آئیں گے۔ ماضی میں جب بھی پاک امریکہ تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے تو ہم نے گریز کیا کہ قائداعظم اور لیاقت علی خان کے ''عہد حکومت'' میں اس حوالے سے ہونے والے معاملات پر کوئی تبصرہ کیا جائے۔ قائداعظم کا تو قیامِ پاکستان کے بعد امریکہ سے کوئی خاص رابطہ نہ ہوا۔ البتہ لیاقت علی خان امریکہ گئے اس دورہ کے دوران اُنہوں نے بعض سوالات کا جواب تو ایک مجاہد کی طرح دیا اور اسرائیل کو تسلیم کرنے کے عوض پاکستان میں شہد اور دودھ کی نہریں بہا دینے کی تجویز کو رد کر دیا۔ لیکن اُن کا اس دورے کے لیے امریکہ سے جہاز مانگنا اور پھر سرکاری دورہ ختم ہونے کے بعد امریکہ میں سیر و تفریح کے لیے قیام کرنا اور اس حوالے سے دوسری سہولتوں کا طلب کرنا پھر اسی امریکی جہاز میں برطانیہ جانا اور مبینہ طور پر محض سیر و تفریح کے لیے قریباً ایک ہفتہ ٹھہرنے کی درخواست کرنا انتہائی معیوب دکھائی دیتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ ہم نے تب اپنے چھوٹے پن کا اظہار کیا تھا۔

وزیراعظم لیاقت علی خان نے امریکہ کے اس دورے کے فوری بعد ایوب خان کو ترقی کی مطلوبہ منازل طے کروا دیں اور بالآخر وہ آرمی چیف بن گئے اور محمد علی بوگرہ امریکہ میں پاکستان کے سفیر متعین ہوئے اور پھر جب انگریز کے تربیت یافتہ آئی سی ایس آفیسر غلام محمد پاکستان کے گورنر جنرل بنے تو اُنہوں نے خواجہ ناظم الدین کی حکومت کو برطرف کر دیا اور اِن ہی نے محمد علی بوگرہ کو امریکہ سے بلا کر پاکستان کا وزیراعظم بنا دیا۔ پاکستان سیٹو، سینٹو کا رکن بھی بن چکا تھا جو سوویت یونین کے خلاف امریکہ نے دنیا کے کئی ممالک سے مختلف معاہدے کر کے بنایا تھا۔ گویا اب پاکستان امریکہ کا باقاعدہ حلیف تھا۔ دوسری طرف بھارت سوویت یونین کی سرکردگی میں بنے ہوئے وارسا پیکٹ میں تھا نہ سیٹو سینٹو کا حصہ بنا۔ لیکن بھارت کا واضح رجحان سوویت یونین کی طرف تھا جبکہ پاکستان بھارت میں چپقلش کا آغاز روزِ اوّل سے تھا، لیکن امریکہ نے پاکستان کے ایک حلیف کی حیثیت سے اسلحہ دیتے وقت یہ شرط لگائی تھی کہ یہ اسلحہ بھارت کے خلاف استعمال نہیں ہو سکے گا جبکہ اُس وقت پاکستان کا بھارت کے سوا دنیا بھر میں کوئی واضح دشمن نہ تھا۔ لیکن امریکہ نے پابندی لگا دی کہ اُس کا دیا ہوا اسلحہ بھارت کے خلاف استعمال نہیں ہو سکے گا۔ کشمیر کو قائداعظم نے پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا۔ پاکستان کے ہر لیڈر نے کشمیر کو پاکستان کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ قرار دیا۔ کشمیر پر پہلی جنگ 1948ء میں ہوئی جب بھارتی افواج اور ہمارے قبائلیوں کے

درمیان گھمسان کا رن پڑا۔ قبائلی مجاہدین اپنے روایتی اسلحہ سے جنگ لڑ رہے تھے۔ مجاہدین جموں کے ہوائی اڈے پر قبضہ کیا ہی چاہتے تھے کہ ایک سازش کے تحت سلامتی کونسل نے جنگ بندی کا اعلان کروا دیا۔ پھر ایک عجیب واقعہ ہوا کہ پاکستان کے آرمی چیف کو سول حکومت کا وزیر دفاع بنا یا گیا، یوں ایوب خان آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہاں قدرت اللہ شہاب کی شہرہ آفاق کتاب ''شہاب نامہ'' کا حوالہ ضروری ہے جس میں مصنف نے واقعاتی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ امریکہ اور سوویت یونین کی زبردست دشمنی کے باوجود اُن کا اس بات پر اتفاق ہوتا تھا کہ پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے پاکستان میں بار بار مارشل لاء لگے۔ اس عمل کا آغاز 1958ء میں ایوب خان کے مارشل لاء سے آغاز کیا جا چکا تھا۔

1962ء میں بھارت اور چین کی سرحدی جھڑپیں جاری تھیں، بھارت اپنی ساری فوج کشمیر سے نکال کر ہند چینی سرحد پر لے آیا۔ چین نے پاکستان میں اپنے سفیر کے ذریعے ایوب خان کو پیغام بھیجا کہ کشمیر خالی پڑا ہے۔ پاکستانی افواج کو کشمیر میں واک اوور مل جائے گا، کشمیر حاصل کرنے کا یہ سنہری موقع ہے۔ اسلام آباد میں چینی سفیر نے صدر ایوب خان کے پی اے سے رابطہ کیا۔ پی اے نے آدھی رات کو ایوب خان کو جگا کر چین کا پیغام پہنچایا لیکن ایوب خان سے امریکہ پہلے عہد لے چکا تھا کہ وہ اس صورتِ حال سے فائدہ نہیں اٹھائے گا اور بعدازاں بھارت کے ساتھ کشمیر پر مذاکرات کر کے کشمیر کا مسئلہ حل کر لیا جائے گا۔ سابق CIA چیف بروس ریڈل نے بھی اپنی کتاب میں اس واقعہ کی تصدیق کی ہے۔ بھارت چین جنگ ختم ہوئی لیکن بعدازاں بعدازاں ہی رہا۔ ایوب خان نے "Friends Not Masters" لکھ کر دل کا بوجھ ہلکا کیا۔

1965ء کی پاک بھارت جنگ میں امریکہ نے دونوں ممالک کو اسلحہ کی سپلائی پر پابندی لگا دی۔ سوال یہ ہے کہ بھارت تو امریکہ سے اسلحہ لیتا ہی نہیں تھا لہٰذا صرف پاکستان کو دورانِ جنگ ایک کاری ضرب لگائی گئی۔ صدر ایوب خان کا خیال تھا کہ امریکہ صرف پاکستان کی خارجہ پالیسی تک اپنے رول کو محدود کرے گا، وہ پاکستان کا دشمن نہیں بلکہ صرف اُس کی خارجہ پالیسی کو کنٹرول کرنا چاہتا ہے۔ اُن کی یہ غلط فہمی بھی جلد دور ہو گئی جب اندرون ملک خود اُن کے خلاف چلنے والی تحریک کو امریکہ کی آشیر باد بلکہ مدد کے شواہد سامنے آئے۔ ہم اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ پاکستان کی اندرونی سطح پر بھی سیاسی اور معاشی بہتری امریکہ ایک حد تک ہی گوارا کرتا ہے لیکن جب پاکستان ان حوالوں سے باقاعدہ استحکام حاصل کرنے لگتا ہے تو اندرونی مہربانوں سے مل کر صورتِ حال کو پلٹا دیتا ہے۔ ایوب خان اگرچہ غلط طریقے سے حکمران بنے تھے۔ اُنہوں نے سویلین حکومت کا تختہ الٹا تھا، لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اندرونی سطح پر پاکستان کو سیاسی اور معاشی لحاظ سے مستحکم کرنے میں کامیاب رہے تھے۔ لہٰذا ایک تحریک کو سپورٹ کر کے سیاسی اور معاشی ترقی کو ریورس گیئر لگا دیا گیا۔ علاوہ ازیں پاکستان کو دولخت کرنے میں بھی CIA نے اہم رول ادا کیا، اس کا انکشاف ہنری کسنجر کر چکے ہیں۔ لیکن جب 'فال آف ڈھاکہ' کے بعد بھارت کا مغربی پاکستان کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹانے کا ارادہ نظر آیا اور یہاں بھی اُسے سوویت یونین کی پشت پناہی حاصل تھی۔ لیکن مغربی پاکستان کے بارے میں امریکہ بھارت کے راستے کی دیوار بن گیا۔ اس سے یہ بات سمجھنا بہت آسان ہو گیا کہ امریکہ پاکستان کو کمزور اور مفلوج دیکھنا چاہتا ہے لیکن اُس کا خاتمہ نہیں چاہتا۔ امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان زندہ تو رہے لیکن اُس کے ہاتھ کا کھلونا بنا رہے اور امریکہ جیسے چاہے اُس سے کھیلتا رہے اور اس خطے میں امریکہ پاکستان کو اپنے مفادات کے تحت استعمال کرے۔ کارگل کی جنگ اِس لحاظ سے تو ایک غلط محاذ کھولا گیا کہ امریکہ کسی بھی صورت میں اور کسی بھی محاذ پر پاکستان کو یہ اجازت نہیں دے گا کہ وہ بھارت پر برتری حاصل کر لے یعنی امریکہ کی بھارت میں دلچسپی کا غلط اندازہ لگایا گیا لیکن یہ بات اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ اگر امریکہ کارگل میں آگے بڑھ کر بھارت کی مدد کو نہ پہنچتا اور سیٹلائٹ کے ذریعے پاکستانی افواج یا مجاہدین کے exact ٹھکانے ظاہر نہ کرتا تو بھارت کے لیے اس جنگ میں بہت مشکلات پیدا ہو جاتیں۔

امریکہ نے اسرائیل کے وجود کو خطرہ لاحق ہونے کی وجہ سے پاکستان کو ایٹمی قوت بننے سے روکنے کی کوشش بھی کی لیکن اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔ پاکستان افغانستان کی جنگ کی آڑ میں ایٹمی قوت بن گیا۔ ایٹمی پروگرام کے آغاز کا کریڈٹ بھٹو کو تکمیل کرنے کا ضیاء الحق کو اور دھماکے کرنے کا کریڈٹ نواز شریف کو جاتا ہے۔ امریکہ کی ایک بار پھر کوشش ہے کہ پاکستان ایٹمی صلاحیت کھو دے۔ بہرحال امریکہ کی پاکستان کے بارے میں یہ پالیسی جاری ہے کہ پاکستان ایک کمزور، مقروض اور مفلوج ریاست کے طور پر دنیا کے نقشہ پر رہے اور اُس کے مفادات کو serve کرے۔ حال ہی میں رجیم چینج بھی اسی پالیسی کا حصہ ہے جب عمران خان کی طرف سے امریکہ کو "Absolutely Not" کا جواب ملا اور جب "Democratic Summit" میں شرکت سے انکار کر کے چین کا ساتھ دینے کا صاف صاف اعلان کر دیا تو پاکستان میں تحریک انصاف کی حکومت کا تختہ الٹ کر بھان متی کے ایسے کنبہ کو اقتدار سونپ دیا گیا ہے جو پاکستان کو سیاسی اور معاشی لحاظ سے بدترین سطح پر لے آئے ہیں، جس میں پاکستان کی سلامتی بھی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ امریکہ پہلے پاکستان کو تباہ کرنے کے لیے ایک خوف ناک گڑھے تک تو لے آتا ہے پھر اُسے بچا لیتا ہے اور ایسی حالت میں آگے چلاتا ہے کہ اُس کی کمر پر پستول تانی ہوتی ہے اور یوں پاکستان کا اگلا سفر شروع ہوتا ہے۔

# سات خوش قسمت لوگ

## (حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں)

**مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 27 جنوری 2023ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص**

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج ہم ان شاء اللہ نبی اکرم ﷺ کی بہت ہی قیمتی اور معروف حدیث مبارک کا مطالعہ کریں گے۔ اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سات خوش نصیب ایسے ہیں جنہیں اللہ اپنا سایہ نصیب فرمائے گا جس روز اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہو گا۔ (1) عادل حکمران، (2) وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پروان چڑھا، (3) وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہے، جب مسجد سے نکلتا ہے (تو وہ مسجد سے لاتعلق نہیں رہتا) حتیٰ کہ وہ وہاں لوٹ جاتا ہے، (4) وہ دو آدمی جو اللہ کی رضا کی خاطر باہم محبت کرتے ہیں، اسی بنیاد پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اگر جدا ہوتے ہیں تو بھی اس محبت پر قائم رہتے ہیں، (5) وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، (6) وہ آدمی جسے حسب و جمال والی دوشیزہ نے (برائی کی) دعوت دی تو اس نے کہا: میں اللہ سے ڈرتا ہوں! اور (7) وہ آدمی جس نے جو صدقہ کیا، اس نے اسے اس قدر مخفی رکھا حتیٰ کہ اس کا بایاں ہاتھ نہیں جانتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔'' (متفق علیہ)

قرآن مجید کئی مقامات پر قیامت کی ہولناکیوں کا تذکرہ ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ آج اگر گرمی کی شدت پچاس ڈگری تک ہو تو ہماری کیا حالت ہوتی ہے۔ سوچئے! جب قیامت کا دن ہو گا اور اس دن گرمی کی جو شدت ہو گی تو اس وقت عالم کیا ہو گا؟ جہاں سوائے اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے کوئی اور سایہ نہیں ہو گا اور وہ سایہ صرف ان لوگوں کو نصیب ہو گا جو ان سات قسم کے افراد میں سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کل کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ اب ہم ان افراد کے اوصاف کا مطالعہ کریں گے۔

**مرتب: ابوابراھیم**

### (1) عادل حکمران

بنیادی طور پر یہاں حکمران سے مراد ایسا شخص ہے جسے کسی خطہ ارض کے افراد پر اختیار اور حکمرانی مل گئی ہو۔ اس منصب پر بیٹھ کر بہت مشکل ہوتا ہے کہ کوئی عدل کر سکے۔ چار بچوں کے باپ کی کل کی جوابدہی بڑی مشکل بات ہے چہ جائیکہ لاکھوں اور کروڑوں افراد کے حوالے سے روز قیامت جواب دینا پڑے۔ لیکن اگر حکمران عدل کرنے والا ہو، دل میں اللہ کا خوف رکھتا ہو، مخلوق خدا کے ساتھ بھلا سلوک کرنے والا ہو، اللہ کی زمین پر ظلم کے خاتمے کی کوشش کرنے والا ہو تو اس حدیث مبارک کے مطابق ایسا حکمران اللہ کے عرش کے سائے میں ہو گا۔ عدل ہمارے دین کا بہت بڑا تقاضا ہے۔ اللہ نے اس کائنات کو عدل پر بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ⑦﴾ ''اور آسمان کو اُس نے بلند کیا اور میزان قائم کی۔''

﴿اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ⑧﴾ (الرحمٰن) ''تاکہ تم میزان میں زیادتی مت کرو۔''

اب ہم سے تقاضا ہے کہ اس میزان عدل میں تم ڈنڈی نہ مارنا۔ اللہ سورۃ الحدید کی آیت 25 میں اپنے رسولوں کا مشن بیان فرماتا ہے:

''ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دے کر بھیجا اور ان کے ہمراہ ہم نے کتاب اور میزان (عدل) بھی بھیجی تاکہ لوگ انصاف کو قائم رکھیں۔''

اس مقصد کے لیے اللہ نے رسولوں کو بھیجا۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے کہلواتا ہے:

''اور (آپؐ کہہ دیجیے کہ) مجھے حکم ہوا کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔'' (الشوریٰ:15)

اور اب ختم نبوت کے بعد امت مسلمہ کے کاندھوں پر جو ذمہ داری ہے اس حوالے سے امت کو قرآن کہتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ ط﴾ (النساء:135) ''اے اہل ایمان! کھڑے ہو جاؤ پوری قوت کے ساتھ عدل کو قائم کرنے کے لیے اللہ کے گواہ بن کر''

بہر حال عدل ہمارے دین کا بہت بڑا تقاضا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف عدل کی بات نہیں کی بلکہ عدل قائم اور نافذ کر کے دکھایا ہے۔ لیکن آج جس تناظر میں ہم جی رہے ہیں کہ آٹے کی لائن میں لگنے والے بھی

ہلاک ہو جاتے ہیں اور اب آئی ایم ایف کے ساتھ رضامندی کے بعد جو مزید تباہی مچنے والی ہے، پھر نئے ٹیکس لگیں گے اور معاملہ کہاں تک پہنچے گا۔ آج اگر کوئی شخص حکمرانی شوق سے قبول کر رہا ہے تو وہ سو مرتبہ سوچے کہ کل اس نے رب تعالیٰ کو جواب دینا ہے۔ بہرحال اگر کوئی ظلم کر رہا ہے تو حدیث مبارک کے مطابق وہ روز قیامت تاریکیوں اور سختیوں میں ہوگا اور اگر وہ عدل کر رہا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عرش کے سائے میں اسے جگہ ملے گی۔

(2) عبادت گزار نوجوان

اس سے مراد وہ نوجوان ہے جو اللہ کی عبادت میں پروان چڑھا ہو۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بڑھاپے میں سب کو اللہ یاد آ ہی جاتا ہے۔ اگر 70 برس کے بعد بھی اللہ کسی کو توفیق دے دے تو وہ اس کی عطا ہے۔ اور 70 برس کے بعد بھی اگر کوئی پلٹ آئے اور سچی توبہ کر لے تو اللہ معاف کرنے کو تیار ہے۔ اس کی نفی نہیں ہے۔ معاذ اللہ! البتہ جوانی کی زندگی کا دور وہ ہوتا ہے جب ساری صلاحیتیں اپنے نکتہ عروج پر ہوتی ہیں، پہاڑوں سے ٹکرانے کا حوصلہ ہوتا ہے اور اپنی ذات کے سوا کسی کو خاطر میں نہیں لایا جاتا۔ ایسے میں بگڑنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اس موقع پر کوئی اللہ کو یاد رکھے، اللہ کے ساتھ تعلق کی مضبوطی ہو، اللہ کی بندگی میں لگا ہو اور اپنے شب و روز کو جائز معاملات میں لگائے تو یہ نوجوان بھی کل اللہ کے عرش کے سائے میں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جوانی اور نوجوانی کا معاملہ علیحدہ سے قرآن کریم بھی بیان کرتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جب تن تنہا بتوں کا خاتمہ کیا اس وقت بھی ان کی نوجوانی کی کیفیت کا ذکر قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ یوسف علیہ السلام کی شرم وحیا کی حفاظت کا اگر قرآن پاک ذکر کرتا ہے تو ساتھ ان کی جوانی کا ذکر بھی کرتا ہے۔ اصحاب کہف بھی نوجوان تھے جنہوں نے اپنی جان اور وطن کے مقابلے میں اپنے ایمان کی حفاظت کو ترجیح دی۔ ان کا ذکر بھی قرآن بطور خاص کرتا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ میں ایک سے ایک بڑھ کر ایک نوجوان ہمیں نظر آتا ہے جن کی حضور ﷺ تحسین بھی فرمایا کرتے تھے۔ قرآن کے بعد حدیث میں بطور خاص جوانی کے بارے میں ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے کے قدم قیامت کے دن ہٹ نہیں سکیں گے جب تک کہ وہ پانچ سوالات کے جوابات نہ دے دے۔ ان میں سے ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ جوانی کہاں کھپائی؟ یعنی جوانی کے بارے میں روز قیامت بطور خاص سوال ہوگا۔ چونکہ جوانی میں انسان کے ارادے، قوت، صلاحیتیں اپنے نکتہ عروج پر ہوتی ہیں اور اسی عمر میں بگڑنے کے بھی زیادہ چانسز ہوتے ہیں لہٰذا اس دور میں جو نوجوان تقویٰ اور بندگی کی راہ اختیار کر لے اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کے سایہ سے سرفراز فرمائے گا۔

دنیا کہتی ہے کہ کسی ملک میں تبدیلی اور انقلاب کے لیے 30 فیصد نوجوانوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں 60 فیصد نوجوان ہیں لیکن ان کو فضولیات میں لگا دیا گیا ہے۔ کبھی سپورٹس کے نام پر ان کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح انٹرٹینمنٹ کے نام پر بے حیائی، عریانی اور فحاشی کو پھیلا کر نوجوان نسل کا بیڑا غرق کر دیا ہے اور اب تو حد یہ ہوگئی ہے کہ سیکولر سیاسی جماعتوں کے لوگ کنسرٹ کے انداز میں ہلڑ بازی کرتے ہیں جو کہ اخلاقی اور دینی اقدار کے خلاف ہے۔ لیکن اگر دینی سیاسی جماعتوں کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں انتخابات کے موقع پر وہی ڈریس کوڈ اختیار کریں جو آج کل عام نوجوانوں کا ہو چکا ہے تو یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

**پریس ریلیز 03 فروری 2023ء**

# ملک کو ڈیفالٹ سے بچانے کے لیے بیوروکریٹس اور سیاست دان اپنے اثاثے سامنے لائیں

## شجاع الدین شیخ

ملک کو ڈیفالٹ سے بچانے کے لیے بیوروکریٹس اور سیاست دان اپنے اثاثے سامنے لائیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ آئی ایم ایف کی شرائط مانتے ہوئے پیٹرول سمیت بنیادی ضروریاتِ زندگی کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ نے عوام کو پیس کر رکھ دیا ہے۔ لیکن آئی ایم ایف کے ہی مطالبے کے باوجود بیوروکریٹس کے اثاثہ جات سامنے نہیں لائے جا رہے۔ سٹیٹ بنک کے مطابق ملکی زرِمبادلہ کے ذخائر 10 سال کی کم ترین سطح پر گر چکے ہیں جس کے باعث صرف 18 دن کی درآمدات ممکن ہیں۔ ملکی اور بین الاقوامی ماہرین کے مطابق ڈیفالٹ سے بچنا کسی معجزہ سے کم نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ سودی قرضے اور کرپشن نے ملکی معیشت کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور پاکستان کی نظریاتی اور اخلاقی بنیادوں کو بھی ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہماری اشرافیہ کی ہوسِ زر واقتدار اور ذاتی مفادات کو ترجیح دینے کے باعث معیشت آج وینٹی لیٹر پر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ریاست کے تمام اسٹیک ہولڈرز ملکی مفاد کو ترجیح دیں۔ سودی معیشت اور ہر سطح پر کرپشن کے مکمل خاتمہ کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔ ملکی معیشت کو قرضے اور لوٹ کھسوٹ کے اس گرداب سے نکالیں اور اسے اسلامی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

جس نے واقعتاً اللہ کی وحی پر ایمان لایا ہو، قرآن کا جسے شوق وذوق ہو جائے اسے یہ بے حیا کلچر سب گندگی لگے گا۔ معلوم نہیں کیوں آج لوگ اصل کو چھوڑ کر محض نقل پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ یہ ناچ گانے، فلمیں، ڈرامے وغیرہ یہ سب مصنوعی ہی تو ہیں، ظاہر ہے اصل تک رسائی نہیں ہوگی تو گندگی ہی اصل محسوس ہو رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور خاص طور پر نوجوانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

### (3) تنہائی میں اللہ سے ڈرنے والا

وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اللہ کی خشیت کی وجہ سے اس کی آنکھ سے آنسو جاری ہو جائیں۔ یہ رونا اللہ کو کتنا پسند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو قطرے اللہ کو بڑے پسند ہیں۔ ایک خون کا وہ قطرہ جو اللہ کی راہ میں قتال کرنے کے دوران میدان میں بہہ جائے اور ایک وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے بندے کی آنکھ سے بہہ جائے۔'' حدیث میں آتا ہے کہ جب آنسوؤں کا یہ قطرہ بہتا ہے چاہے وہ مچھر جتنا ہی کیوں نہ ہو تو اللہ اس بندے کے گناہوں کو ایسے جھاڑ دیتا ہے جیسے خزاں کے موسم میں درختوں کے اوپر سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ اس طرح کی احادیث میں عام طور پر صغیرہ گناہوں کی معافی مراد ہوتی ہے۔ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے سچی توبہ اور اس کی شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے۔ لیکن بہرحال اللہ کے خوف سے رونے کی اور آنسو بہنے کی یہ فضیلت ہے جس کا ذکر آیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ کیفیت نصیب کرے۔ لیکن آج کل لوگوں کو فلموں کے ڈائیلاگ دیکھ کر رونا آتا ہے۔ پاکستان کسی ٹیم سے ہار جائے تو رونا آتا ہے۔ بچے کی شادی پر صرف چالیس لاکھ خرچ ہوئے کروڑ خرچ نہیں کر سکا اس کے اوپر رونا آرہا ہے۔ فلاں انسٹی ٹیوشن میں بچے کا داخلہ نہیں ہوا تو رونا آتا ہے لیکن اللہ کے ساتھ تعلق میں رونا نہیں آرہا۔ یہ دلوں کی سختی کی علامت ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً﴾ (البقرۃ:74)

''پس اب تو وہ پتھروں کی مانند ہیں بلکہ سختی میں ان سے بھی زیادہ شدید ہیں۔''

اور اللہ ہمیں پکارتا ہے:

''کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے اہل ایمان کے لیے کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لیے اور اُس (قرآن) کے آگے کہ جو حق میں سے نازل ہو چکا ہے؟'' (الحدید:16)

لیکن آج یہ رونا مفقود ہو چکا ہے۔ اگر آج تنہائی میں ہمیں اللہ کے خوف سے رونا نہیں آرہا تو پھر ہمیں اپنے اندر جھانکنے کی ضرورت ہے کہ کہیں ہمارے دل سخت تو نہیں ہو چکے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کی سختی سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

### (4) مسجد میں دل لگانے والا شخص

جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے۔ یعنی ایک نماز ادا کی تو دوسری نماز کا اس کو انتظار رہے۔ ہاں! اذان دی جائے گی یاددہانی کے لیے مگر بندہ تو پہلے سے تیار بیٹھا ہوتا ہے۔ بلکہ اذان کے وقت بھی آجاتا ہے۔ یہ نہیں کہ بھاگتے بھاگتے آئے اور جمعہ کی دو رکعت میں پہنچا اور پھر سلام پھیرا اور بھاگ گئے۔ اگر پنج وقتہ نماز کا معاملہ ہے تو یہ نہیں کہ موڈ ہوا تو مسجد میں جا کر پڑھ لیں گے ورنہ چھوڑ دیں گے۔ بالکل غلط بات ہے۔ کوئی واقعتاً مجبوری آگئی تو بات الگ ہے۔ ورنہ جماعت کی نماز کی فضیلت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے تو ان لوگوں کے بارے میں اپنے غصے کا اظہار فرمایا کہ جو اذان کی آواز سن لیتے ہیں اور جماعت میں نہیں آتے اور کوئی عذر بھی نہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں لیکن مجھے خیال آتا ہے کہ گھر میں عورتیں اور بچے بھی ہوں گے۔ یعنی حضور ﷺ نے اپنے اس شدت تاثر کا اظہار فرمایا۔ جماعت کی نماز کا 27 گنا زیادہ اجر ہے۔ پھر اس کے اور بہت سارے فوائد ہیں۔ بہرحال مسجد میں دل اٹکا رہنے کا مفہوم یہ ہے کہ اسے نمازوں کی فکر ہوتی ہے۔ باقی مساجد میں رہنا، مساجد کی خدمت کرنا، مساجد کے انتظامات میں اپنا حصہ ڈالنا، مساجد کو آباد کرنے کی کوشش کرنا، لوگوں کو مساجد کی طرف متوجہ کرنا وغیرہ یہ سارا کچھ بھی مساجد کے تعلق کے ذیل میں ہی آئے گا۔

اسی طرح ہم توجہ دلاتے ہیں کہ ٹھیک ہے خواتین کے لیے جماعت کی نماز کی پابندی لازم قرار نہیں دی گئی وہ گھر میں ادا کریں تو ان کو اجر ملے گا۔ البتہ کم ازکم جمعہ اور عیدین کے موقع پر کوشش کی جائے کہ وہ بھی خطبات سن سکیں کیونکہ خطبات جمعہ وعیدین کا بنیادی مقصد تذکیر ہے، یاددہانی ہے۔ اس لیے ان مواقع پر خواتین کے لیے بھی باپردہ انتظام ہونا چاہیے تاکہ وہ بھی تعلیم وتربیت کے ان مراحل سے گزر سکیں۔ اصولی بات ہو رہی تھی کہ مسجد میں دل اٹکا رہے۔ اسی طرح ایک ماں ہے تو اپنے بیٹے کو مسجد میں بھیجے۔ بہن ہے تو بھائی کو متوجہ کرے گویا اس ماں اور بہن کا دل بھی مسجد کی طرف اٹکا ہوا ہے۔ آج ہمارے بچے کہاں کہاں نہیں جاتے، پارک میں جانے کے لیے، ٹیوشن اور جم کے لیے جا رہے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچوں کو گاڑی میں پتہ نہیں کہاں کہاں ڈراپ کیا جا رہا ہے۔ کیا وہی گاڑی بچوں کو مسجد میں ڈراپ کرنے کے لیے استعمال نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

### (5) اللہ کے لیے محبت رکھنے والے

وہ افراد جو اللہ کے لیے ہی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ یہ بہت بھاری بات ہے۔ اس لیے کہ جب محبت اللہ کے لیے ہو جائے تو بقیہ محبتیں نیچے ہوتی ہیں اور کبھی کبھی خونی رشتے بھی پیچھے رہ جاتے ہیں۔ غزوۂ بدر میں صدیق اکبر ؓ مسلمانوں کی طرف سے لڑ رہے تھے جبکہ ان کے بیٹے جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ سیدنا علی ؓ ایک طرف ہیں چچازاد دوسری طرف ہیں۔ وہاں اسلام اور اللہ کی محبت تمام رشتوں پر غالب تھی۔ ہم نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ اس میں الفاظ ہیں:

((وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ))

''ہم علیحدہ ہو جاتے ہیں اور ہم چھوڑ دیتے ہیں جو تیری نافرمانی کرے۔'' ایک بندہ نماز بھی پڑھتا ہے اور یہ دعا بھی کرتا ہے لیکن پھر جا کر شراب کی پارٹیوں، بے پردہ اور مخلوط محافل میں شریک بھی ہوتا ہے تو یہ دونوں چیزیں دین میں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتیں۔ اگر اللہ کی رضا مطلوب ہے تو منکرات کو چھوڑنا پڑے گا۔ بہرحال وہ دو افراد جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کریں۔ دوسری روایات میں آتا ہے کہ وہ ملتے بھی ہیں تو اس کیفیت پر اور جب جدا ہوتے ہیں تو ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ان کی محبت صرف اللہ کی خاطر ہوتی ہے۔ دنیا کی کوئی غرض مقصود نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ روز قیامت انہیں اپنے عرش کے سایہ سے سرفراز فرمائے گا۔

(باقی صفحہ 9 پر)

# عالمِ اسلام کے خلاف یہود ونصاریٰ کی سازشیں (4)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

**پاکستان:** اب آیئے پاکستان کی طرف کہ پاکستان ان کا ہدف کیوں ہے؟

اوّلاً: پاکستان اسلامک فنڈامنٹلزم کا فکری اور علمی گڑھ ہے‘ لہٰذا اس قلعہ کو مسمار کرنا ان کے پیشِ نظر ہے۔

ثانیاً: پاکستان ایک مسلمان ایٹمی طاقت ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک گریٹر اسرائیل کا نقشہ شروع کرنے سے پہلے پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنے ضروری ہیں۔ ورنہ اگر وہ منصوبہ شروع ہو گیا تو پورے عالم اسلام کے اندر عوامی سطح پر جو طوفان اٹھے گا وہ حکومتوں کو بہا کر لے جائے گا اور اس صورت میں خطرہ موجود ہے کہ کہیں پاکستان میں فنڈامنٹلسٹ حکومت قائم نہ ہو جائے۔ اور ان کے ہاتھ میں اگر ایٹمی ہتھیار آ گئے تو ظاہر بات ہے کہ پھر وہ استعمال بھی ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا اس کے ایٹمی دانت توڑنا ان کے پروگرام میں شامل ہے۔

ثالثاً: چائنا کا گھیراؤ (containment) مکمل کرنے کے لیے پاکستان کو استعمال کرنا پیش نظر ہے۔ اس لیے کہ یہی ایک آؤٹ لٹ ہے جو چائنا کو ملا ہوا ہے۔ چائنا نے پاکستان میں بہت سرمایہ کاری کی ہے۔ شاہراہ ریشم کی تعمیر پر اس کا کتنا پیسہ خرچ ہوا ہے اور اس کے کتنے فوجیوں نے وہاں پر جانیں دی ہیں! پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر جو سڑکیں بنائی گئی ہیں اس میں ہماری آرمی نے بھی کام کیا ہے لیکن اس میں بہت بڑا حصّہ چائنیز کا ہے۔ پھر اُس نے گوادر پر کتنا پیسہ خرچ کیا ہے! اس لیے کہ وہ پاکستان سے گوادر کے راستے مشرقِ وسطیٰ کے ممالک سے تجارتی روابط بڑھانا چاہتا ہے۔ اس طرح وہ بحر الکاہل سے ہو کر سٹیٹ آف ملاکا (ملائشیا) سے ہوتے ہوئے بحر ہند میں پہنچنے کے بجائے براہِ راست شاہراہِ ریشم کے ذریعے پاکستان میں اتر کر گوادر کے راستے بحیرۂ عرب کے گرم پانیوں میں پہنچ جائے گا۔ چین کی اس منصوبہ بندی کو روکنے کے لیے امریکہ پاکستان پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا ہے۔

رابعاً: پاکستان کو غیر مستحکم کر کے بلوچستان کو گریٹر بلوچستان بنانا بھی ان کے پروگرام میں شامل ہے۔ اس طرح ایک تو انہیں بلوچستان سے افغانستان کے راستے وسط ایشیا کے تیل کے ذخائر تک رسائی مل جائے گی اور دوسرے بلوچستان کے اندر جو بڑے پیمانے پر معدنی دولت موجود ہے اس پر ان کا قبضہ ہو جائے گا۔ پاکستان کے بارے میں وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس کے ایٹمی دانت توڑ کر اسے بھارت کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے۔ امریکہ کی سیکرٹری آف سٹیٹ کنڈولیزا رائس کے اس بیان کا مَیں کئی بار ذکر کر چکا ہوں کہ پاکستان کے مستقبل کا فیصلہ بھارت اور امریکہ مل کر کریں گے۔ اس کے یہ الفاظ آن ریکارڈ ہیں۔ اس اعتبار سے افغانستان کے بعد پاکستان کا نمبر ہے۔

بھارت کو اپنا سٹرٹیجک پارٹنر اور اتحادی بننے پر امریکہ نے اسے اتنا بڑا تحفہ دیا ہے کہ اس کے ساتھ سول نیوکلیئر معاہدہ کیا ہے۔ اس طرح اسے کھلی چھوٹ حاصل ہو گئی ہے کہ دنیا میں جہاں سے چاہے نیوکلیئر بم بنانے والے آلات و وسائل حاصل کرے۔ یہ تحفہ دینے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ کر اسے بھارت کے رحم وکرم پر چھوڑ دینا بھی ان کے پیش نظر ہے اور اس کی طرف پیش قدمی شروع ہو گئی ہے۔ چنانچہ بھارت ہمارے گرد اپنا شکنجہ کس رہا ہے اور دریاؤں کا پانی روک کر ہمیں گھٹنوں کے بل گرانے کا منصوبہ بنا چکا ہے۔ پنجاب کا علاقہ کبھی باروں (نیلی بار وغیرہ) پر مشتمل ہوتا تھا اور یہ سب صحرا تھے۔ دریاؤں کا پانی رک جانے سے ہماری نہریں خشک ہو جائیں گی اور پورا پنجاب پھر سے صحراؤں میں تبدیل ہو جائے گا۔

**سعودی عرب:** پاکستان کے بعد ان کا اگلا ٹارگٹ سعودی عرب اور شام ہیں۔ اس لیے کہ سعودی عرب ’’وہاب ازم‘‘ کا منبع (source) ہے‘ جس نے دنیا کے اندر اسلامک فنڈامنٹلزم کو بہت تقویت دی ہے‘ اور مغرب فنڈامنٹلسٹ کی حیثیت سے ’’وہاب ازم‘‘ کو بھی گالی کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ ’’قرآن‘‘ وہاں کے نظامِ تعلیم کا جزوِ لازم ہے۔ اگرچہ وہاں کی حکومت نے امریکہ کے ایماء پر اپنی نصابی کتب میں سے جہاد وقتال کی آیات اور یہود و نصاریٰ کے خلاف آیات نکال دی ہیں‘ مثلاً: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ﴾ (المائدۃ:51) تاکہ نوجوان نسل کے اذہان میں ایسے افکار پروان نہ چڑھیں‘ لیکن یہ لوگ قرآن کو تو نہیں بند کر سکتے۔ قرآن تو ان کے رگ و پے میں ہے‘ قرآن تو پڑھا جا رہا ہے اور پڑھا جاتا رہے گا۔ لہٰذا فنڈامنٹلزم کا بڑا سورس ہونے کے ناتے سعودی عرب بھی ان کی آنکھ کا کانٹا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ میں مسلمانوں کے مقدس مقامات (مکہ و مدینہ) پر حملہ کرنے کا معاملہ زیر بحث آیا ہے۔ ٹام ٹینکریڈو (Tom Tancredo)‘ جو جان مکین کے مقابلے میں ریپبلکن پارٹی کے ٹکٹ کا امیدوار تھا‘ اُس نے یہ ہرزہ سرائی کی تھی کہ ہم مسلمانوں کے مقدس مقامات پر بمباری کریں گے۔ اس کی انتخابی مہم کے مینیجر نے بھی یہی بکواس کی تھی۔

### یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا جا چکا ہے‘ اسلام میں جیسے ہی غربت کا آغاز ہوا تھا‘ تجدیدی مساعی کا بھی آغاز ہو گیا تھا۔ یہ تجدیدی مساعی چودہ سو برس تک تدریجاً بڑھتے بڑھتے اب اپنے کلائمکس کو پہنچنے والی ہیں۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اللہ کے دین کی تجدید کامل ہو کر رہے گی۔ اور یہی درحقیقت سورۃ الانشقاق کی ان آیات میں سے تیسری آیت کا مطلب ہے۔ یہ جو فرمایا:

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿16﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿17﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿18﴾﴾

’’تو نہیں‘ میں قسم کھاتا ہوں شفق کی۔ اور قسم ہے رات کی اور اُن چیزوں کی جن کو وہ اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے۔ اور قسم ہے چاند کی جب وہ رفتہ رفتہ پورا ہو

جاتا ہے۔"

جس طرح چاند رفتہ رفتہ بڑھتا ہے اور چودہ دن میں ہلال سے بدر بن جاتا ہے اسی طرح تجدید کا چاند تدریجاً بڑھ رہا ہے اور چودہ صدیوں میں آ کر اب اسلام کی تجدید کامل ہونے والی ہے۔ گویا وہ وقت آ چکا ہے جب مجددِ کامل کا ظہور ہوگا۔ اور اسی کے ضمن میں عالم اسلام میں مختلف تجدیدی مساعی ہو رہی ہیں‘ برعظیم پاک و ہند میں اور خاص طور پر پاکستان میں یہ تجدیدی مساعی جاری ہیں۔ اس کے بعد چوتھی آیت میں فرمایا:

﴿لَتَرۡكَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ ﴿١٩﴾﴾

"تم یقیناً درجہ بدرجہ اوپر اٹھو گے۔"

یعنی تجدیدِ دین کا کام اسی طرح تدریجاً تکمیل کو پہنچے گا جیسے نبوت کی تکمیل ہوئی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک کئی ہزار برس میں تدریجاً تکمیلِ نبوت اور تکمیلِ رسالت ہوئی۔ اسی طرح اب دینِ اسلام کی تجدید کامل ہونی ہے‘ اس کا وقت اب آ گیا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ بالآخر اسلام کا غلبہ پوری دنیا میں ہو کر رہنا ہے ع "یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے!" لیکن اس سے پہلے مسلمانوں کو کچھ زخم لگنے ہیں۔ عالم عرب پر اللہ کی طرف سے کچھ عذاب کے کوڑے برسنے ہیں‘ اور اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اہل پاکستان پر بھی عذاب کے کوڑے برسیں۔ اس لیے کہ اولین مجرم اہل عرب ہیں اور دوسرے نمبر پر ہم مجرم ہیں۔ ہم نے اسلام کے نام پر یہ ملک بنایا اور 61 برس ہو گئے مگر اسلام ہماری ترجیحات میں کہیں نہیں ہے‘ یہاں اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کی کوئی ادنیٰ سی جھلک بھی موجود نہیں ہے۔ لہٰذا ہم بہت بڑے مجرم ہیں۔ اللہ ہمیں معاف کر دے اور مزید مہلت دے دے تو یہ اس کا کرم ہے۔ اس کے لیے ہم دعا کر سکتے ہیں۔ لیکن اونچ نیچ ہونے کے بعد ہو کر یہی رہے گا کہ بالآخر اسلام کا بول بالا ہوگا اور دین کی کامل تجدید ہوگی‘ ان شاء اللہ العزیز۔

اب ہم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی جگہ سوچے کہ ان مساعی میں اس کا کیا حصہ (contribution) ہے۔ دورِ نبوی میں اسلامی انقلاب محمد رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک سے تمام مراحل طے کرتے ہوئے پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ ابوجہل‘ ابولہب اور دیگر کفار و مشرکین اس جدوجہد میں شرکت سے محروم رہ گئے‘ لیکن حضرات ابوبکر‘ علی‘ عمر‘ حمزہ اور عثمان وغیرہم رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے دست و بازو بن گئے۔ یہ تو ہر شخص کا اپنا معاملہ ہے کہ کون آگے رہتا ہے اور کون پیچھے رہتا ہے۔ جیسے سورۃ المدثر کی یہ آیت ہم نے پڑھی: ﴿لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّتَقَدَّمَ اَوۡ يَتَاَخَّرَ ﴿٣٧﴾﴾ یعنی اب جو چاہے آگے بڑھ جائے اور جو چاہے پیچھے رہ جائے! نبوت کا خورشید طلوع ہونے کے بعد یہ پکار تھی کہ اب کون ہے جو آگے بڑھتا ہے‘ تصدیق کرتا ہے اور کون ہے جو پیچھے رہ جاتا ہے؟ پیچھے رہنے والے محروم رہ جائیں گے اور آگے بڑھ کر تصدیق کرنے والے اللہ کی رحمتوں کے اہل قرار پائیں گے۔ اسی طرح اب تجدید کامل تو ہو کر رہنی ہے‘ لیکن اب کون ہے جو اس جدوجہد میں حصہ ڈالنے کو تیار ہو؟ کون ہے جو اپنے جسم و جان کی توانائیاں اس کے اندر صَرف کرنے کو تیار ہو؟ کون ہے جو اپنے مالی وسائل و ذرائع کو اس کے لیے صَرف کرنے کو تیار ہو؟ (ختم شد)

❁❁❁

## دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ فیصل آباد، منفرد اسرہ شاہ کوٹ کے مبتدی رفیق محمد امین وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-4044673

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی شرقی کے مبتدی رفیق جمیل الرحمن وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0336-2129166

☆ ہفت روزہ ندائے خلافت کے کمپوزر محمد خلیق کے والد اور عبدالغفور مسافر کے سسر وفات پا گئے۔

☆ مکتبہ خدام القرآن، لاہور کے کارکن صدام ولی کے والد وفات پا گئے۔

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد غربی کے نقیب و ناظم مالیات محمد شفیق کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0334-7463964

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لَهُمۡ وَارۡحَمۡهُمۡ وَاَدۡخِلۡهُمۡ فِيۡ رَحۡمَتِكَ وَحَاسِبۡهُمۡ حِسَابًا يَّسِيۡرًا

## بقیہ: منبر و محراب

### (6) مثالی خوفِ خدا رکھنے والا شخص

وہ شخص جسے کسی خاتون نے اپنے نفس کی طرف مائل کیا یعنی زنا کی دعوت دی لیکن وہ بندہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں تو وہ قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے میں ہوگا۔ دنیا کے لاکھ پہرے لگا دیں، جتنے پہرے عقل انسانی لگائے گی دوسری عقل اس کو توڑ دے گی۔ لیکن اگر رب کا خوف ہوگا تو بندہ سات پردوں میں بھی بچ سکے گا۔ اللہ ہمیں وہ خشیت الٰہی عطا فرما دے۔ بہر حال زنا کا راستہ حرام ہے۔ اللہ نے نکاح کا حلال راستہ دیا ہے۔ آج کل ہم نے بے حیائی اور فحاشی کو عام کر دیا ہے اور نکاح کو مشکل کر دیا تو پھر زنا ہونا ہے۔ جوانیاں لٹ رہی ہیں، شتر مرغ کی طرح ریت میں سر ڈال کر ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہمیں آواز بلند کرنی چاہیے اور نکاح کے عمل کو آسان کرنے کی بات کرنی چاہیے۔

### 7۔ چھپا کر صدقہ کرنے والا شخص

وہ شخص جو صدقہ کرے تو چھپا کر کرے۔ یہ بھی آسان بات نہیں ہے۔ ہمارے اساتذہ نے سکھایا کہ کچھ نیکیاں تو خالص آخرت کے لیے رکھو۔ کئی نیکیاں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ جیسے زلزلہ، سیلاب یا مسجد کی تعمیر کے دوران اجتماعی پکار لگائی جاتی ہے۔ اس موقع پر ایک بندہ محسوس کرتا ہے کہ میں اگر دوں تو دس لوگ اور بھی دیں گے۔ وہ بھی ٹھیک ہے اچھی بات ہے۔ حالانکہ وہ نفلی صدقہ ہوتا ہے۔ اس کا بھی اجر ملے گا لیکن یہاں عام حالات کی بات کی جا رہی ہے کہ جس نے ایسے صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہوا تو وہ شخص بھی روزِ محشر رب کے سائے میں ہوگا۔

اس حدیث مبارکہ میں اللہ کے نبی ﷺ نے بڑی پیاری بشارتیں دی ہیں کہ سات قسم کے افراد اللہ کے سائے میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان امور پر ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی عرش کا سایہ نصیب کرے۔ آمین یا رب العالمین!

❁❁❁

# بی بی سی کی ڈاکومنٹری نے پہلے سے ثابت شدہ معاملے پر مزید مہر تصدیق ثبت کردی ہے کہ مودی بھارتی مسلمانوں کا قاتل ہے: رضاء الحق

# مغرب جب قرآن مجید کی بے حرمتی کرتا ہے تو مسلمان حکمران اور عوام کو اپنے عمل سے ثابت کرنا ہوگا کہ ہم قرآن کے ساتھ کھڑے ہیں: ڈاکٹر محمد حسیب اسلم

# بھارت کشمیر میں جس طرح کا انسانیت سوز کھیل کھیل رہا ہے اس پر دنیا کا خاموش رہنا مجرمانہ غفلت کا ارتکاب ہے: عبداللہ حمید گل

## اسلام اور مسلمان دشمنی میں ملوث بھارت اور سویڈن کے موضوع پر

## حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

**سوال:** حال ہی میں برطانوی نشریاتی ادارے بی بی سی نے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے 2002ء کے گجرات میں مسلم کش فسادات کے حوالے سے ڈاکومنٹری نشر کی ہے۔ 20 سال قبل کے واقعات پر اب ڈاکومنٹری بنانے کے مقاصد کیا ہو سکتے ہیں؟

**رضاء الحق:** بھارت میں مسلم کش فسادات کا یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں تھا بلکہ اس سے پہلے 1992ء میں ہندوؤں نے پوری منصوبہ بندی کے ساتھ بابری مسجد گرائی اور اس منصوبے میں RSS، VHP اور BJP ملوث تھے اور ان کی اعلیٰ سیاسی قیادت کی سرکردگی میں یہ سب کچھ ہوا۔ 2002ء کے گجرات کے مسلم کش فسادات کا پس منظر یہ ہے کہ 27 فروری 2002ء کو ایک ٹرین ہندو یاتریوں کو لے کر ایودھیا سے واپس آرہی تھی۔ راستے میں ٹرین کو اندر سے بند کر کے آگ لگادی گئی جس میں ان کے 59 لوگ ہلاک ہو گئے تھے۔ لیکن فوری طور پر انہوں نے الزام مسلمانوں پر لگا دیا۔ مودی گجرات کا وزیراعلیٰ تھا۔ اس کی اور RSS کے غنڈوں کی پوری پلاننگ تھی کہ ہم نے کس طرح سے بھارت میں اپنا راج قائم کرنا ہے۔ ہم پھر مسلمانوں سے بھی بدلے لیں گے اور چن چن کران کو قتل کریں گے۔ بعد کے واقعات نے یہ سب کچھ ثابت کیا۔ بی بی سی کی ڈاکومنٹری میں کچھ ایسے شواہد ہیں جو پہلے سے موجود تھے اور کچھ نئی باتیں بھی سامنے آئیں۔ اگر غور کریں تو بی جے پی کی حکومت میں آج جو لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں وہ سب گجرات کے فسادات میں ملوث تھے۔ اس ڈاکومنٹری میں بتایا گیا ہے کہ جب ہندو غنڈے مسلمانوں پر حملے کر رہے تھے تو کانگریس کے لیڈر احسان جعفری کے گھر میں تقریباً سو مسلمانوں نے پناہ لے لی۔ احسان جعفری نے حکومتی سطح پر ہر طرف فون کیا لیکن ان کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ کیونکہ اب بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ اس وقت پولیس کو یہ احکامات دیے گئے تھے کہ آپ نے ہندوؤں کی کوئی کارروائی نہیں روکنی۔ بعد میں پولیس کے بڑے عہدوں پر فائز لوگوں نے گواہیاں

**مرتب: محمد رفیق چودھری**

بھی دیں۔ بہر حال احسان جعفری نے جب دیکھا کہ ان کی کوئی نہیں سنتا تو وہ خود باہر گئے اور ان دہشت گردوں سے بات کی کہ عورتوں اور بچوں کو تو چھوڑ دو تو انہوں نے اس شخص کی گردن کاٹی اور ان کو ٹکڑے کر کے شہید کر دیا اور پھر اندر داخل ہو کر مزید 70 لوگوں کو شہید کر دیا۔ اس طرح کے بہت سارے واقعات ہوئے۔ جب یہ واقعات ہوئے تو دنیا میں ہنگامہ برپا ہو گیا کہ انڈیا جو اپنے آپ کو جمہوری اور سیکولر ملک کہتا ہے وہاں پر ایسے واقعات کیوں ہو رہے ہیں۔ چنانچہ یورپی یونین اور برطانیہ نے اپنے طور پر ایک انوسٹی گیشن کروائی۔ برطانوی وزیر خارجہ جیک سٹرا نے اس ڈاکومنٹری میں تبصرہ کیا کہ وہاں بڑی پلاننگ کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف کام کیا گیا۔ عورتوں کا ریپ کیا گیا۔ مسلمانوں کو ٹارگٹ کر کے ان کی نسل کشی کی گئی اور Ethnic Cleansing کی گئی۔ رپورٹ میں نشاندہی کی گئی کہ مودی ان واقعات میں ملوث تھا۔ یعنی پورا معاملہ اس کے ذریعے ہوا تھا۔

انڈیا کی عدالتیں اور ادارے ان واقعات پر پردہ ہی ڈالتے رہے۔ کچھ عرصہ قبل وہاں کی سپریم کورٹ نے مودی اور اس کے ساتھیوں کو بالکل کلین چٹ دے دی۔ یہ سوال ضرور پیدا ہو رہا ہے کہ اس وقت برطانیہ کے سرکاری نشریاتی ادارے نے یہ ڈاکومنٹری جاری کی ہے تو کیا وہ مسلمانوں کو ان کے حقوق دلوانا چاہتے ہیں؟ میرے نزدیک شاید بنیادی وجہ یہ نہ ہو۔ وہاں کے نشریاتی ادارے حکومتی پالیسی کے تحت ہی چلتے ہیں۔ بیس سال اگر وہ خاموش رہے تو ایک دم ان کو کیسے یہ خیال آگیا کہ ان کو حقوق دلوانے ہیں۔ جب سے طاقت کا مرکز برطانیہ سے امریکہ میں گیا ہے تو برطانیہ نے امریکہ کے مقاصد کو ہی آگے بڑھانے کے لیے کچھ نہ کچھ کردار ادا کیا ہے۔ اس وقت دو تھیوریز سامنے آرہی ہیں۔ ایک یہ کہ امریکہ بھارت سے جو کام لینا چاہ رہا ہے بھارت اس طرح سے نہیں کر رہا۔ یعنی چین، روس اور دیگر معاملات کے حوالے سے بھارت امریکہ کو اس طرح سپورٹ نہیں کر رہا۔ وہ روس کے ساتھ بھی تعلقات جاری رکھے ہوئے ہے۔ لہٰذا مودی حکومت پر دباؤ بڑھانے کے لیے ڈاکومنٹری نشر کی گئی ہے کہ ہمارا کام کرو۔ ایک تھیوری یہ بھی ہے کہ جب بھی انڈیا میں BJP کی مقبولیت کم ہونا شروع ہوتی ہے تو اپنے انتہا پسند ہندو ووٹ بینک کو قابو کرنے کے لیے کوئی ایسا واقعہ کروا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ وہاں الیکشن میں ہمیشہ پاکستان کے خلاف کارڈ کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اب بی بی سی کی اس ڈاکومنٹری کے نتیجے میں مودی یہ کہے گا کہ چونکہ میں ہندوؤں کے لیے کام کر رہا ہوں اور بھارت کو ایک

عظیم ملک بنانا چاہتا ہوں اس لیے مجھے ٹارگٹ کیا جارہا ہے۔ لہٰذا ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مودی کو دوبارہ مقبولیت دلانے کے لیے یہ واقعہ کیا گیا ہو۔

**سوال:** ماضی میں انڈیا میں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں پر مظالم کے حوالے سے امریکی کانگریس میں انڈیا کے خلاف رپورٹس آچکی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی دوسرے ادارے مسلمانوں کے اوپر ہونے والے مظالم کے خلاف رپورٹیں جاری کرتے رہے ہیں لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ انڈیا کو آج تک کسی ایسی رپورٹ کی قیمت نہیں چکانی پڑی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

**ڈاکٹر حسیب اسلم:** اس معاملے کو دو اعتبارات سے دیکھا جاسکتا ہے۔ پہلے میں یہ کہوں گا کہ ایسا نہیں ہے کہ ان چیزوں کا بالکل بھی فرق نہیں پڑتا۔ مثال کے طور پر انڈیا میں کچھ مسلمان بی جے پی کے حمایتی ہیں۔ جب اس طرح کی رپورٹس آئیں گی تو انہیں کچھ نہ کچھ احساس ہوگا کہ بی جے پی مسلمانوں کی دشمن ہے اور ہوسکتا ہے وہ مودی کی حمایت چھوڑ دیں۔ آج کے دور میں عوامی رائے عامہ کی اہمیت ہے اور اس طرح کی رپورٹس سے عوامی رائے عامہ پر اثر پڑتا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بھارت کو ایسی رپورٹس کی قیمت کیوں نہیں چکانی پڑتی تو جو رپورٹیں شائع کرنے والے ممالک ہیں (برطانیہ، امریکہ وغیرہ) ان کے اپنے ہاں عدل اور مساوات نہیں ہے۔ یورپ میں احیائی تحریکوں کے نتیجے میں جو انسانی حقوق کا تصور آیا وہ بھی قومیت کی وجہ سے جانبدارانہ رہا ہے۔ پھر سیکولرازم کی وجہ سے دین اور دولت میں جدائی ہوئی ہے تو پھر ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری قائم ہوئی۔ پھر یورپی ممالک نے اپنے اندر اگر انسانی حقوق کی کچھ پاسداری کی بھی ہے تو دوسرے ممالک میں انہوں نے بھی جو مرضی میں آیا کیا ہے۔ آج بھی یورپ کا یہ دہرا معیار ہے کہ جہاں مفادات ہوتے ہیں وہاں انسانی حقوق کے خلاف بات نہیں کرتے اور جہاں سے کوئی مقصد اس طرح سے حل ہوتا ہو تو وہاں انسانی حقوق کی بات کر لیتے ہیں۔ جہاں تک امریکہ کی بات ہے تو وہ مسلمانوں کے ساتھ اپنے ملک میں اور پھر پوری دنیا میں کیا کرتا رہا ہے سب جانتے ہیں۔ اس سے توقع کرنا ہی بے سود ہے۔ چین نے جب مسلمانوں کی نسل کشی کی تھی تو ان کا موقف یہ تھا کہ یہ ہمارا ملک تھا، مسلمان باہر سے آئے تھے لہٰذا ان کو ہم نکالیں گے۔ لہٰذا برطانیہ کا کوئی بندہ کس منہ سے اسے کہہ سکتا ہے کہ تم مسلمانوں پر کیوں ظلم کر رہے ہو؟ ایک انٹرویو میں مودی نے کہا تھا: "You have no right to tell us. You can not tell us about human rights." یعنی تم لوگ بھی یہ سارا کچھ کرتے رہے ہو اور اب ہمیں ہیومن رائٹس کا سبق پڑھا رہے ہو۔ بہر حال پوری دنیا میں کوئی ایسی طاقت ہے ہی نہیں جو کسی ظالم کے خلاف آواز اٹھائے۔ وہ مسلمان جن کے ساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے اصولی طور پر تو آواز ان کو اٹھانی چاہیے تھی وہ بھی آپس میں بٹے ہوئے ہیں۔ کوئی بی جے پی میں ہے کوئی کانگریس میں ہے۔ ان کی آواز ایک نہیں ہے۔ یہی حال پوری دنیا کے مسلمانوں کا ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا تھا تو تحریک خلافت ہندوستان میں چلی اور یہاں سے چندہ کرکے پیسے ترکی بھیجے گئے لیکن آج ہماری عیاشیاں بدمعاشیاں اپنی جگہ ہیں لیکن دوسرے مسلمانوں کے ساتھ جو ہوتا رہے انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ بہر حال ایسی ڈاکومنٹریز سے جو فرق پڑنا چاہیے وہ نہیں پڑتا۔

> **بھارت میں مسلمانوں پر جو ظلم ہو رہا ہے اس کے خلاف آواز اُٹھانا سب سے پہلے بھارتی مسلمانوں کا کام ہے مگر بدقسمتی سے وہ خود آپس میں بٹے ہوئے ہیں اور ان کی آواز ایک نہیں ہے**

**سوال:** گجرات کے فسادات میں ہزاروں مسلمانوں کے قاتل نریندر مودی کو بھارت میں بری الزمہ قرار دیا گیا ہے۔ اس پر آپ کیا کہیں گے؟

**عبداللہ حمیدگل:** بھارت میں جس طریقے سے عدالتوں میں دھوکہ دہی سے کام لیا گیا ہے کسی اور ملک میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ حال ہی میں بھارت میں شہریت کا جو قانون آیا اس کے نتیجے میں کثیر تعداد میں مسلمانوں کو بھارتی شہری ہونے سے محروم کر دیا۔ اتنے عرصے سے جو لوگ بھارت میں رہ رہے تھے کیا وہ غیر قانونی رہ رہے تھے اور بھارت کی سرکار، فوج، انٹیلی جنس ادارے اور عدلیہ کو اس کا علم نہیں تھا۔ بھارت کی عدلیہ نے کشمیری راہنما افضل گورو کو پھانسی دلوا دی تھی۔ حالانکہ اس فیصلے میں عدلیہ کے ریمارکس یہ تھے کہ افضل گورو کے خلاف کوئی واضح ثبوت نہیں ملا لیکن انڈین قوم کی تسلی اور تشفی کے لیے ہم اس کو پھانسی کی سزا دے رہے ہیں۔ لہٰذا ان بھارتی عدالتوں سے کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ ''گجرات کا قصائی'' کے الفاظ تو مغرب نے استعمال کیے ہیں۔ اسی طرح سیفرون ٹیررسٹ کا نام RSS کو CIA نے دیا تھا۔ اسی کے نتیجہ میں امریکہ نے مودی پر ویزہ کی پابندی لگائی تھی لیکن جب وہ وزیر اعظم بن گیا تو پابندی ہٹا دی کیونکہ اب بھارت کو چین کے خلاف ایک طاقت کے طور پر پیش کرنا مقصود تھا۔ اسی طرح یورپی یونین کے 336 ارکان نے بھارت کی کشمیر میں مداخلت کو ناجائز قرار دیا اور اس کو انسانی حقوق کی سراسر خلاف ورزی گردانا۔ پھر انسانی حقوق کو سلب کرنے کے حوالے سے اقوام متحدہ کی باقاعدہ دو رپورٹس موجود ہیں جن میں اس حد تک ظالمانہ قصے بیان کیے گئے ہیں کہ اقوام متحدہ کا نمائندہ جو رپورٹ کو پڑھ رہا تھا وہ روتے روتے ہلکان ہوگیا کہ بھارت میں اتنے مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ اس کے باوجود بھارت کو کھلی چھوٹ دی گئی ہے۔

**سوال:** جیسے نائن الیون کے واقعہ کو افغانستان پر حملے کے لیے عالمی یلغار کا بہانہ بنایا گیا تھا انہی دنوں بالکل اسی طرح گوجرہ ٹرین حادثہ کو مسلمانوں کی نسل کشی کا جواز بنانے کی کوشش کی گئی۔ ایک ہی وقت میں اس خطے کے مسلمانوں کی نسل کشی کے یہ دونوں واقعات کیا ایک ہی گریٹ گیم کا حصہ نہیں تھے؟

**عبداللہ حمیدگل:** جی بالکل! نسل کشی تو آج بھی ہو رہی ہے۔ دو سال پہلے بھارت میں عیسائیوں کے دو سو خاندانوں کی صلیبیں آگ کے الاؤ میں پھینک دی گئی تھیں اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر تم ہندو نہیں بنتے تو اسی طریقے سے ہم تمہیں اٹھا کر پھینک دیں گے۔ کیا یہ دنیا نے نہیں دیکھا۔ پھر جب آسٹریلین باشندوں کو چرچ میں بند کرکے آگ لگا دی گئی تھی تو وہ واقعہ دنیا بھول گئی؟ سمجھوتہ ایکسپریس کو جس طریقے سے نذر آتش کیا گیا، اسی طرح کے بے شمار واقعات ہیں جن پر ہمیں غور کرنا چاہیے۔ پھر بھارت اب کشمیر کے اندر انسانیت سوز کھیل کھیل رہا ہے اور جو مظالم ڈھا رہا ہے اس کے اوپر دنیا کا اس طریقے سے خاموش رہنا مجرمانہ غفلت کا ارتکاب ہے۔ دنیا کلبھوشن کے اوپر بھی خاموش ہوجاتی ہے، اس کے بعد ابی نندن جیسا بدمعاش باقاعدہ ایک سرکاری جہاز لے کر، سرکاری پستول لے کر سرکاری وردی پہن کے پاکستان کے اندر

گھس جاتا ہے اور پاکستان کی سرحد کے اندر مداخلت کرتا ہے تو یہ عالمی قوانین کی دھجیاں اڑانے کے مترادف نہیں ہے؟ اسی طرح آرٹیکل 370، 35اے کو ختم کیا گیا تو کیا یہ اقوام متحدہ کے منہ کے اوپر ایک زوردار طمانچہ نہیں تھا؟ اس کا مطلب ہے کہ یہ سارے حقائق ہیں لیکن چونکہ چور مچائے شور، بھارت کی داڑھی میں وہ تنکا ہے بلکہ اس کی ساری داڑھی ہی غلط ہے۔ مودی ہندوتوا کا جو تصور لے کر آیا ہے وہ یہ ہے کہ بھارت صرف برتر کلاس کے لوگوں کے لیے ہے باقی تمام لوگ چاہے وہ ہندو ہی کیوں نہ ہوں یا اقلیتیں ہوں ان کے لیے بھارت میں رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ وہ بھارت میں مذہبی دہشت گردی کر رہے ہیں۔ مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ وہاں کی مساجد کو شہید کیا جا رہا ہے۔ پھر وہاں مسلمانوں کی بچیوں کو حجاب پہننے سے روکا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بھارت میں ایک سوچ کے تحت ہندوتوا کو پروموٹ کیا جا رہا ہے۔

**سوال:** بی بی سی کی ڈاکومنٹری میں نریندر مودی کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ جبکہ اس وقت انڈیا میں حکومت کانگریس کی تھی اور مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ کیا یہ ایک طرح سے آدھا سچ نہیں ہے؟

**رضاء الحق:** جب ہم فیڈرل نظام کو دیکھتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ملک کے سارے لوگوں کی جان و مال کا تحفظ فیڈرل حکومت کے ہی ذمہ ہے۔ لیکن بھارت کی تاریخ الگ ہے۔ اصل میں بی جے پی 1925ء میں قائم ہوئی تھی اور یہ جماعت ہٹلر اور مسولینی جیسے ظالم حکمرانوں سے متاثر ہو کر نسل پرستانہ نظریہ کی بنیاد پر بنائی گئی تھی۔ ان کی تھیوری یہ تھی کہ ہماری ایک Superior Race ہے اور باقی تمام ان ہندوؤں کے نیچے دب کے رہیں اور ہم جیسے چاہیں ان کے ساتھ سلوک کریں۔ حتیٰ کہ ان کو ہم واپس اپنے ہندومت کے مذہب میں لے کر آئیں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ جب تقسیم ہوئی تو انڈیا میں سیکولر قوتیں غالب آگئیں لیکن انتہاپسند جماعت BJP اور ہندوؤں نے اس چیز کو تسلیم نہیں کیا۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ اسی وقت گاندھی کو RSS کے رکن نتھورام نے قتل کر دیا تھا۔ اسی گروہ نے 1980ء تک سیاسی جماعت کے طور پر بھی طاقت پکڑنی شروع کر دی۔ انتہاپسند ہندو طبقہ سارا ان کے ساتھ کھڑا ہے۔ اسی بناء پر 2002ء میں بطور وزیر اعلیٰ مودی نے گجرات کے سارے علاقے کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا اور سارا انتہاپسند ہندو طبقہ اس کے اشاروں پر ناچ رہا تھا۔ پولیس سمیت صوبے کی پوری مشینری اس کے ساتھ تھی۔ لہٰذا اس معاملے میں فیڈرل حکومت کچھ کر نہیں کر سکتی تھی۔ یقیناً وہ بھی بری الذمہ نہیں ہے لیکن چونکہ مودی نے طاقت اتنی حاصل کر لی تھی کہ بعد ازاں انہوں نے وفاقی حکومت پر بھی قبضہ کر لیا لہٰذا وہی فسادات کا اصل ذمہ دار بھی ہے۔

**سوال:** سویڈن میں ایک دفعہ پھر قرآن پاک کی بے حرمتی کا واقعہ ہوا۔ اس واقعہ پر تمام دنیا کے مسلمانوں کے دل دکھے ہوئے ہیں اور وہ دنیا میں احتجاج کر رہے ہیں۔ اس سارے واقعہ کی تفصیلات کیا ہیں؟

**رضاء الحق:** یہ انتہائی افسوس ناک اور اندوہناک واقعہ ہے۔ واقعہ میں ملوث راسمیں پالوڈان نامی شخص سٹرام کرس جماعت کا رکن ہے جو کہ انتہائی دائیں بازو کی جماعت ہے۔ وہ ڈنمارک شہر سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس کے پاس سویڈن کی دہری شہریت بھی ہے۔ 2021ء میں اسی بدبخت نے قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کی جسارت کی تھی اور اب پھر یہ حرکت کی۔ اس واقعہ کے ساتھ ساتھ ہالینڈ میں بھی یہ واقعہ ہو گیا۔ وہاں کی پارلیمنٹ کی بلڈنگ کے باہر اسی طرح کے بدبخت نے یہ حرکت کی۔ دراصل اسلاموفوبیا کی سوچ مغرب میں پھیل گئی ہے جس کے خلاف ہمارے سابق وزیر اعظم نے اقوام متحدہ میں آواز بلند کی تھی۔ پاکستان اس حوالے سے بڑا مضبوط موقف رکھتا ہے کہ اسلاموفوبیا کو دنیا میں ختم ہونا چاہیے اور اس کی کوششوں سے 15 مارچ دنیا میں اسلاموفوبیا کے خاتمے کے عالمی دن کے طور پر نامزد ہوا لیکن اصل بات اس کے نتائج ہیں۔ مغرب میں احیائی اور اصلاحی تحریکیں مادیت پرستی، لبرل ازم اور سیکولرزم کو لے کر آگے بڑھیں تو ان کے اخلاقی پیمانے بہت مختلف ہو گئے۔ خاص طور پر نائن الیون کے بعد جب سب کی انگلیاں مسلمانوں کی طرف اٹھنا شروع ہوئیں اور پھر قرآن پاک اور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو انہوں نے نشانہ بنایا۔ سویڈن کا واقعہ اس لحاظ سے بڑا عجیب ہے کہ اصل میں وہاں پر احتجاج ترکی کے خلاف ہو رہا تھا۔ چونکہ روس اور یوکرائن کا مسئلہ چل رہا ہے تو سویڈن اور فن لینڈ چاہ رہے ہیں کہ ہم نیٹو کا حصہ بنیں لیکن ترکی اس کے مخالف ہے اور یہ ترکی کی ایمبیسی کے باہر احتجاج کر رہے تھے تو اس دوران اس بدبخت شخص نے یہ حرکت کی۔ اس کو وہاں پر جس طرح پولیس کی پروٹیکشن ملی ہے، لگتا ہے کہ پوری پلاننگ کے ساتھ یہ واقعہ کیا گیا ہے۔ سکینڈے نیوین ممالک میں ہولوکاسٹ کے بارے میں صرف یہ کہہ دیا جائے کہ اس میں 60 لاکھ سے کم یہودی تھے تو اس پر چھ سال قید کی سزا ہے۔ اگر ان کے بادشاہ یا ملکہ کے بارے میں کوئی تضحیک آمیز گفتگو کی جائے تو چار سال قید کی سزا ہے، قومی پرچم جلانے پر قید کی سزا ہے۔ لیکن اسلاموفوبیا میں وہ لوگ اس حد تک آگے نکل چکے ہیں کہ اسلام، قرآن پر رکیک حملے پوری پلاننگ کے ساتھ کرتے ہیں۔ تنظیم اسلامی اس بے حرمتی کی ہر فورم پر شدید مذمت کرتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ مسلم امہ اس معاملے پر متحد ہو اور زبانی جمع خرچ سے آگے بڑھ کر عملی اقدامات بھی کرے۔

**سوال:** مسلمان ممالک مغرب کے دوہرے معیارات اور اسلام دشمنی کا کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں؟

**ڈاکٹر حسیب اسلم:** اس حوالے سے کچھ لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں آپ اس چیز کو اتنا سیریس نہ لیں۔ ایسے لوگوں کی حس مر چکی ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ سیرت النبی ﷺ کا مشہور واقعہ ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے قبل (معاذ اللہ) آپ ﷺ کے قتل کے ارادے سے نکلے اور انہیں راستے میں خبر ملی کہ ان کے اپنے بہنوئی اور بہن اسلام قبول کر چکے ہیں تو وہ سیدھے ان کے گھر پہنچے جہاں اندر سے تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر گئے اور مار پیٹ کے بعد جب ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو انہوں نے قرآن کا وہ نسخہ مانگا جو وہ پڑھ رہے تھے۔ ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کو معلوم تھا کہ بھائی غصے میں ہے، جان بھی لے سکتا ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے جواب دیا کہ میں تمہیں اس کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دوں گی۔ یہ ہے مسلمان کا اصل کام کہ اپنی جان پر کھیل جائے مگر قرآن کی بے حرمتی برداشت نہ کرے۔ اب رہی بات کہ مغرب کی اسلام دشمنی اور دوہرے معیار کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ مغرب اسلام کی وہ چیزیں لیتا ہے جن میں ان کو اپنے لیے فائدہ نظر آتا ہے۔ ایک طرف تو انسانی حقوق کا تصور وہاں ابھرا ہے۔ مگر عدل قائم نہیں کر سکے۔ انہوں نے آزادی تو دی مگر وہ آزادی مادر پدر آزادی میں بدل گئی۔ سکینڈے نیوین ممالک میں انسانی فلاح کا تصور تو عروج پر ہے مگر ساتھ ہی ساتھ مادر پدر آزادی کے اظہار کا معاملہ اس قدر

ہے کہ اس کے لیے کسی دوسرے کی آزادی، دوسرے کے حقوق چھین لیے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کے بارے میں دشمنانِ اسلام کا رویہ کوئی نیا نہیں ہے۔ آپ ﷺ کے زمانے میں بھی کافروں نے کہا کہ قرآن کو ہرگز نہ سنو۔ جب پڑھا جا رہا ہو تو درمیان میں شور ڈالو تاکہ کوئی دوسرا بھی نہ پڑھ سکے۔ مگر ان تمام ہتھکنڈوں کے باوجود اسلام پھیلا۔ اب بھی نائن الیون کے بعد جتنا دبانے کی کوشش کی گئی اتنا تیزی سے اسلام پھیل رہا ہے۔ اسی بات کی ان کو پریشانی ہے۔ ان کو پتہ ہے کہ یہ کتاب اتنی پرکشش ہے کہ اس سے دنیا اسلام کی طرف جا رہی ہے۔ یہی مسئلہ سردارانِ قریش کو بھی قرآن سے تھا۔ قرآن پاک کی سورہ حٰم سجدہ میں فرمایا:

''اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا کہ مت سنو اس قرآن کو اور اس (کی تلاوت کے دوران) میں شور مچایا کرو، تاکہ تم غالب رہو۔'' (آیت:26)

اب یہ جو الفاظ ہیں ان پر غور کریں کہ وہ اپنی طرف سے ایسے ہتھکنڈے استعمال کر کے اسلام پر غالب ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا مقابلہ کرنے کی سب سے اچھی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ہم قرآن سنائیں اور قرآن کو پرموٹ کریں۔ اس پر بھی سیرت کا بڑا پیارا واقعہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بیٹھ کر کہا کہ قریش قرآن سے اتنی دشمنی کرتے ہیں مگر انہوں نے کبھی قرآن کو سنا نہیں۔ میں تو جاؤں گا کل کفار کے سامنے کھلے عام قرآن کی تلاوت کروں گا۔ جب وہ گئے اور سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کی تو سارے دم بخود ہوگئے اور ان پر پھر بڑا ظلم وتشدد بھی ہوا۔ بہرحال اگر وہ اس کو سننے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں تو مسلمانوں کو سنانے کے لیے میدان میں آنا چاہیے۔ انڈیا کے سکالر انعام الرحمٰن غزالی نے کہا کہ مغرب اگر قرآن مجید کی بے حرمتی کرتا ہے تو مسلمان حکمران اور عوام کو اعلان کرنا چاہیے کہ ہم قرآن کے ساتھ کھڑے ہیں۔ قرآن ہمارا دستور اور ہمارا آئین ہے۔ ہم اس کو یاد کریں اور پڑھیں اور اس پر عمل بھی کریں۔ یہی ایک حل ہے۔ اسی طرح اسلام غالب ہوگا۔ ان شاء اللہ

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔



# عربی کا عالمی دن اور کلیۃ القرآن

ریاض اسماعیل (پرنسپل کلیۃ القرآن)

اقوام متحدہ کی چھ سرکاری زبانوں میں عربی زبان کو 18 دسمبر 1973ء کو شامل کیا گیا تھا۔ اور یہ دن عربی کے عالمی دن (World Arabic Day) کے طور پر منایا جاتا ہے۔

کلیۃ القرآن میں عربی زبان کے عالمی دن کے حوالے سے دو پروگرام ترتیب دیئے گئے۔ جن میں پہلا پروگرام قرآن آڈیٹوریم میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام کے مہمان خصوصی بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے ڈین اور عربی ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالرحیم تشریف لائے۔ طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ ایک بھرپور نشست منعقد ہوگئی۔ انہوں نے عربی زبان کی اہمیت اور طلبہ کے اعلیٰ کردار پر نہایت عمدہ طریقے سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے طلبہ کو متوجہ کیا کہ پاکستان کی اعلیٰ ملازمتوں پر جدید تعلیم یافتہ لوگوں کا قبضہ ہے جو ایمان اور یقین کی کیفیت سے سرے سے خالی ہیں اور وہ لالچ اور حرص کی بنیاد پر نوکریاں کرتے ہیں۔ اور لوٹ کھسوٹ کا ایک بازار گرم کر کے رکھا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دینی مدارس کے طلبہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اس طرف آئیں۔ انہوں نے ادارے کے بانی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی قرآنی خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔ جن کی کوشش سے جدید تعلیم یافتہ لوگ دین کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔

چند دن کے وقفے سے دوسرا پروگرام بھی کلیۃ القرآن میں منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام کے مہمان خصوصی پنجاب یونیورسٹی لاہور کے عربی ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر حامد اشرف ہمدانی تھے۔ جبکہ دیگر مہمانوں میں مفتی سید عبدالعظیم ترمذی نمایاں تھے۔ پروگرام کی صدارت ڈاکٹر ابصار احمد صاحب نے کی۔ کلیۃ القرآن کے پرنسپل ریاض اسماعیل نے ادارے کا تعارف اور استقبالیہ کلمات ادا کیے۔ اس پروگرام میں اساتذہ اور طلبہ کی بھرپور حاضری دیکھنے میں آئی۔

پروفیسر ڈاکٹر حامد اشرف ہمدانی صاحب نے عربی زبان کے فروغ کے لیے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کاوشوں کو سراہا اور فرمایا کہ عربی زبان صرف ایک زبان نہیں ہے بلکہ اس کے اندر کئی علوم ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ساتھ عربی لفظ کی تصریح فرمائی: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا﴾ (یوسف:2) اور رسول کریم ﷺ نے تذکرہ کے ساتھ لسان کی صفت بیان فرمایا۔ عربی میں ہمارے لیے اتنی بات کافی ہے کہ یہ قرآن کی زبان ہے۔ مسلمانوں کے لیے عربی زبان کا ہر دن عالمی ہے۔ البتہ اس کا آغاز جب ہوا کہ مراکش اور سعودی عرب کی طرف سے اقوام متحدہ کے 190 اجلاس دسمبر 1973ء میں تجویز پیش کی گئی کہ عربی زبان کو عالمی زبان کا درجہ دے دیا جائے اور اس پر بحث کے بعد چھٹی عالمی زبان کا درجہ دے دیا گیا۔

انہوں نے فرمایا کہ ہر مسلمان کو عربی سیکھنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے کیونکہ اس لیے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کو براہ راست جاننے میں جو لطف ہے وہ ترجمہ سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ آخر میں ڈاکٹر صاحب نے انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔

مفتی عبدالعظیم صاحب نے عربی زبان کی اہمیت اور ضرورت پر گفتگو فرمائی۔ فرمایا ہم گرامر میں تو مہارت حاصل کر لیتے ہیں اور صرف ونحو کی بڑی کتابیں پڑھ لیتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ مہارت حاصل نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان پڑھانے والے اساتذہ کی کمی ہوتی ہے یا طلبہ کو مشق نہیں کروائی جاتی ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ قرآن پاک کی بلاغت واعجاز ومحاسن للبلاغہ، مرادفات ومتقاربات اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو سمجھنے کے لیے عربی زبان اساس ہے۔

انہوں نے کہا کہ حضرت ڈاکٹر اسرار احمدؒ مفسر قرآن بھی تھے اور عربی زبان کے معلم اور داعی بھی تھے۔ اور عربی کے لیے انہوں نے ایک تحریک شروع کی تھی۔ ہماری خواہش اور امید ہے کہ یہ سلسلہ بلا انقطاع تسلسل کے ساتھ چلتا رہے گا۔ اور ہماری طرف سے ہر ممکنہ تعاون حاضر ہے۔

آخر میں ڈاکٹر ابصار احمد صاحب کے صدارتی خطبے پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

# وقت کرتا ہے پرورش برسوں......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ہمیں ذہنی طور پر تیار کیا جا رہا ہے کہ ایٹمی پاکستان پر معاشی کارپٹ بمباری ہونے کو ہے۔ بیس سال ہم نے ڈومور یے امریکا کے شکنجے میں سسکتے گزارے۔ پھر ہم عالمی ساہوکاروں مہاجنوں ( آئی ایم ایف ) کے حوالے کردیے گئے۔ آسمان سے گرے کھجور میں اٹکے۔ حکومت جب اس خون چوس ویمپائر کو تسلیاں دیتی تھی کہ ''ہم تمہارے مطالبوں کے مطابق گیس مہنگی کریں گے۔ پیٹرولیم پر لیوی ( ٹیکس ) بڑھائیں گے ( اور یوں عوام کی 'لیوی' بنائیں گے کچومر نکال کر۔ ) بجٹ میں اشیاء پر 70 ارب کی ٹیکس چھوٹ ختم کریں گے۔'' یعنی 70 ارب کا مہنگائی بم عوام پر برسے گا۔ ہم اسے مستقبل بعید کے لیے ٹال مٹول پر محمول کرتے رہے۔ یہاں تک کہ شہ سرخیاں چلا اٹھیں...... تیرا لٹیا شہر بھنبھورنی...... آئی ایم ایف نے بھنبھوڑ کھایا ہمیں۔

ہمارا روپیہ روپیہ گننے والے مہاجنوں کو اگرچہ سب پتہ ہے کہ قرضے اور ترقیاتی فنڈز کن جیبوں میں جاتے ہیں۔ اشرافیہ کے تمام بینک اکاؤنٹ، جائیدادیں ( دبئی، یورپ، امریکا، آسٹریلیا! ) فارم ہاؤسز ان کے علم میں ہیں۔ جہاں گوگل ہر کس و ناکس کی مالی حیثیت (Net Worth) ایک اشارے (Click) پر اگل دیتا ہے، وہاں ان کے کھاتے کہیں چاند مریخ پر تو نہیں رکھے۔ کیوں نہیں وہ ضبط ہوتے، نچوڑے جاتے؟ جمعہ بازار، سستے بازاروں کے پیاز ٹماٹر پر عوام کو ترسانا، سبزی دال تک رسائی سے باہر کردینا؟ یہ مسلم دنیا کے عوام پر ( ایک فیصد بدمعاشیہ نکال کر ) صلیبی حملے کی نئی جہت ہے۔

ایک حملہ عقائد، ایمانیات، احساسات پر توہین قرآن و رسالت سے جاری ہے۔ دوسرا مادی، معاشی گلا گھونٹنے کا ہے۔ ہتھیاروں کے حملے بے شمار ہماری آبادیاں نائن الیون سے آج تک اُجاڑ چکے۔ فتنۂ دجال کے سر پر سینگ نہ ہوں گے۔ یہ سیاسی چنگل جو ہر مسلمان کو نرغے میں لیے بھنبھوڑ رہا ہے، اسی کی علامات ہیں۔ 'اشرافیہ' عوام کے خوف سے سیاسی بیان کی مصنوعی گرج چمک سے مغرب کو برا بھلا کہہ گزرتی ہے۔ ورنہ حُبِ قرآن و رسول ﷺ ہو تو نہ کھرب پتی بننا ممکن ہے، نہ کفر کے ہاتھ پوری آبادیاں گروی رکھنا، نہ ٹرانس جینڈر فلمیں بنانا اور نہ وہ بل پاس کرنا۔ نہ ہی مشرقِ وسطیٰ کی دولت یوں اللوں تللوں میں لٹتی، نہ مسلم تہذیب کے پاک سرزمینوں پر، پرخچے اُڑتے۔ حکمران فرعون ہیں اور عوام ہلکے اور فاسق، بہ زبانِ قرآن! دردمندی میں ڈوبے، عوام کو پچکارتے بیانات دیکھیں اور ان کا عمل ملاحظہ ہو۔ ان پر اُٹھنے والے اخراجات صرف سیکورٹی کی مد میں دیکھ لیں۔

تین سابق وزیر کبیر بھائیوں امین گنڈا پور برادران کو سرکار نے 44 گن مین فراہم کر رکھے ہیں، جواب کم کرنے/ واپس لینے کی بات ہورہی ہے۔ مولانا، ان کے بیٹے اور بھائی کے پاس 24 گن مین محافظ ہیں۔ سادگی پسند اور امین سابق وزیراعظم عمران خان اُترنے کے بعد بھی گزشتہ سبھی وزرائے اعظم سے زیادہ سیکورٹی سے نوازے گئے۔ یعنی 255 گارڈز تھے۔ 20 ملین (2 کروڑ روپیہ ) ماہانہ خرچ صرف ان کی حفاظت میں کھپ گیا! سابق چار وزرائے اعظم کو تو 5 گارڈز فی کس دیے گئے تھے۔ ( یوسف رضا گیلانی، پرویز اشرف، شجاعت حسین، شاہد خاقان ) یعنی اس کرسی کو جو چھو جائے گھڑی دو گھڑی بیٹھ جائے، غریب قوم اسے سونے میں تول دے؟ 22 لاکھ مربع میل کے حاکم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خود راتوں کو گشت کرتے، پہرے داری فرماتے۔ کبھی ساتھ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ( جن کی بے بہا دولت مسلمانوں کو فیض پہنچاتی رہی، رئیس صحابی ) گارڈ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ لوگ بے خوف سونے اچھالتے مملکت میں دور دراز کے سفر کرتے۔ یہی وہ اسلام ہے جس سے عالمی چور اچکے حکمران اور خود مسلم ممالک کے کارساز لرزتے ہیں۔

اسلام انسانیت کے لیے عدل و انصاف، حقیقی مساوات کا حامل اور دولت کے ارتکاز کا سد باب کرنے والا نظام ہے۔ بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے، تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے! آج امریکا و آئی ایم ایف سرکار میں پہنچ کر عمران خان ہو یا شہباز شریف سبھی یکساں تھپیڑے کھا کر واپس آتے ہیں اور محتاج کو محتاج تر کرکے دم لیتے ہیں! مالک کل کائنات کے حضور جھکنے سے معذوری ( ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات، والے سجدہ سے محرومی! ) پر در در سے بھیک مانگتے پھرتے ہیں ( اپنی کرسی ) اور قوم کے نام پر قرضوں کی! یہ جو آج خوفناک معاشی زلزلہ بپا ہے یہ چھ سات دہائیوں کی لوٹ مار اور عوام کی غفلتوں کا نتیجہ ہے۔ وقت کرتا ہے پرورش برسوں سے، حادثہ ایک دم نہیں ہوتا۔ پاکستان کی معاشی، سیاسی، اخلاقی نظریاتی بنیادوں پر نقب لگائی جاتی رہی اور آج ہم خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ حکمران جب ابوبکرؓ و عمرؓ صفت ہوں تو رعایا بھی تو عثمانؓ و علیؓ، عشرہ مبشرہ اور شاندار سیرت و کردار کے حامل جواہر پر مبنی تھی! اعمالکم عمالکم... تمہارے اعمال ہی تم پر حکمران ہوتے ہیں۔ ان کو برا بھلا کیا کہنا یہ ہمارے ہی اعمال کی کمائی ہے جو ہمارے سر سوار ہے!

ایک ہفتے کے دوران پے در پے یورپ میں قرآن کریم کی بے حرمتی کے گستاخانہ، جاہلانہ، متکبرانہ واقعات اسلام کے خلاف ان کے سینوں کا بغض، حسد اور تہذیبی گراوٹ کا اظہاریہ ہے۔ یورپی حکومتیں ان کی پشت پناہ ہیں۔ تینوں واقعات میں پولیس موجود رہی۔ راسموس پلاڈن نے سویڈن کے بعد ( ڈنمارک ) کوپن ہیگن میں ایک ہفتے کے اندر دوسری مرتبہ مسجد کے باہر جمعے کی نماز کے دوران قرآن پاک جلایا۔ پولیس کا کام صرف اتنا رہا کہ اسے مسلم ردعمل سے بچانے کے لیے اسٹریٹ کا راستہ بند کرکے مسجد کے گرد سیکورٹی سخت کردی۔ مسجد کے فلسطینی رضا کار نے بتایا کہ 'پلاڈن یہ عمل ڈنمارک کی کئی مساجد کے باہر گزشتہ 2 سالوں میں دُہرا چکا ہے۔ یہ آزادیٔ اظہار نہیں اشتعال انگیزی ہے۔' ہالینڈ میں اسی قماش کا ڈچ سیاست دان جو انتہاپسند، دہشت گردانہ نظریات کا حامل اسلاموفوبک گروپ 'پیگیڈا' کا سربراہ

ہے۔ اس نے قرآن پاک 'ہیگ' میں پھاڑ کر پھینکا (کمال تو یہ ہے کہ ہیگ' میں بین الاقوامی عدالت برائے انصاف ہے۔ مسلمانوں سے انصاف ملاحظہ ہو!) اور اپنی وڈیو میں انہی صفحات کو جلانے کی وڈیو اپ لوڈ کی۔ اس کا دعویٰ ہے کہ پولیس نے اسے اجازت دی تھی۔

سویڈن، ڈنمارک، ہالینڈ یورپ کے چھوٹے ممالک ہیں رقبے اور آبادی کے لحاظ سے۔ سمجھ لیجیے کہ 2 ارب مسلمانوں کے جذبات سلگانے والے یہ 3 ملک کراچی، لاہور سائز کے لگ بھگ ممالک ہیں، جو ایک عظیم، کثیر اور اخلاقی اعتبار سے برتر تہذیب کی حامل آبادی کو للکار رہے ہیں۔

دنیا پر غلبۂ اسلام کی طویل تاریخ دیگر مذاہب کے ساتھ پُرامن بقائے باہمی اور احترام کی تاریخ ہے۔ رومی سلطنت نے مخالفین کو مشعلوں سے جلا کر راکھ کیا، ریت کی بوریوں میں بھر کر (مقدونی مجلس کی قرارداد پر) سمندر کی گہرائیوں میں ڈال دیا۔ فارسیوں نے عیسائیوں پر شدید مظالم ڈھائے۔ اس کے برعکس اسلام نے انسانوں کو ظلم واستبداد سے نجات بھی دلائی۔ اہلِ کتاب کو ان کے مذہب پر باقی رکھا۔ کسی فرد کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا۔ حتیٰ کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے غیور اور پُرہیبت حکمران نے اپنے عیسائی غلام سے صرف کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو مسلمانوں کے معاملات میں تم سے مدد لیا کروں۔ غلام نے انکار کر دیا تو آپ نے فرمایا: ''دین اسلام میں زبردستی نہیں۔'' (البقرہ: 256) اور جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو اسے آزاد کر دیا کہ تمہاری جہاں مرضی ہو چلے جاؤ! آزادیٔ عقیدہ بارے اسلاموفوبک مغرب والے اسلام کی شاندار روایات سے آگاہ رہیں اور اپنی حرکات کی شناعت پر خود ہی غور فرمائیں۔

محمد غزالیؒ لکھتے ہیں: ''دنیا والوں کے لیے جس مذہبی آزادی کا اسلام ضامن ہے، پانچوں براعظموں میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مستقل طور پر کسی دین کی عالمی گرفت رہی ہو اور اپنے مذہبی مخالفین کو ترقی وبقا کے وہ اسباب مہیا کیے ہوں جنہیں اسلام نے پیش کیا۔'' اس آئینے میں 'آزادیٔ اظہار' کے نام پر مکروہ اور ناپاک تسلسل اور وہ غنڈہ گردی جو ان راسموسوں نے دنیا بھر میں اٹھا رکھی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔ دنیا یہ جان رکھے کہ اس کائنات کے خالق ومالک، اللہ کی ذاتِ عالی الحق ہے۔ نبوت اور پیغمبروں کا تسلسل حق ہے۔ اللہ کے بھیجے صحائف وکتب برحق اور شعائر اللہ ہیں۔ تمہاری تحریف شدہ کتب (تورات وانجیل) کی حرمت پر ہاتھ ڈالنے کا تصور بھی کوئی مسلمان نہیں کر سکتا اور تمہاری 20 سالہ ان کریہہ حرکات کے باوجود کسی نے ایسا کرنے کا سوچا بھی نہیں۔ قرآن حکیم لاریب کتاب ہے جو 14 صدیوں سے زائد گزر جانے پر بھی ادنیٰ ترین ردوبدل سے پاک کتاب اللہ ہے، اس کی اہانت نعوذ باللہ، اہانتِ رسولؐ، اہانتِ جبریل امینؑ، اور اللہ کی شانِ عظمیٰ میں بدترین جسارت ہے، امت کی توہین ہے۔ یہ اشتعال انگیزی امن عالم کے لیے خطرہ ہے۔

ریمنڈ ڈیوس امریکا کا حقیر ہرکارہ تھا، جس نے پاکستانیوں کے قتل کا ارتکاب کیا۔ امریکا نے جھوٹ بول کر اسے سفارتی استثنا کا حقدار ٹھہرایا اور بلاجواز واپس مانگا اور ہم نے گھگھیا کر دے بھی دیا۔ مگر اللہ، رسول ﷺ اور قرآن کی شان مسلمانوں کی دکھتی رگ ہے۔ اسے مت چھیڑو بار بار...... (افغانستان میں انجام) 15 اگست 2021ء، یاد رکھو! اس وقت مغرب کو اپنے بدباطنوں، تنگ نظر انتہا پسندوں اور مذہبی جنونیوں کو لگام دینے کے لیے قانون سازی کرنا ہوگی۔ ہمارے توہینِ رسالت' قانون پر جلے پیر کی بلی کی طرح تڑپنے پھڑکنے والوں کو اپنے گھر کی خبر لینے کی ضرورت ہے۔

❀❀❀

## رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی 25 آفیسرز کالونی بوسن روڈ (عقب ملتان لاء کالج) ملتان'' میں

19 تا 25 فروری 2023ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نمازِ ظہر)

# مبتدی وملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

24 تا 26 فروری 2023ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

# امراء، نقباء ومعاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (معاشی سطح پر) ☆ نجات کی راہ، سورۃ العصر کی روشنی میں

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 061-6520451 / 0331-7045701

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

# نفاذ اسلام کی راہ میں بڑی رکاوٹ

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

پاکستان کلمہ طیبہ کے نعرے کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا۔ قیام پاکستان کو 75 سال ہو گئے ہیں۔ اب تک یہاں کلمہ طیبہ والے نظام یعنی اسلام کا نفاذ نہیں ہو سکا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اور رکاوٹ لادینی (Secular) سیاسی جماعتیں ہیں۔ ہمارے ملک کا دستوری نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس ملک میں لادینی نظریات کی حامل سیاسی جماعتوں کی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام انسانوں کے درمیان تفریق صرف نظریاتی بنیاد پر کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وہی (اللہ تعالیٰ) تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی مومن۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھتا ہے۔'' (التغابن: 2) اس تقسیم کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ''حزب اللہ'' کا مبارک نام دیا ہے اور دوسرے گروہ کو، چاہے وہ کافر ہوں یا منافق، ''حزب الشیطان'' قرار دیا ہے۔ (المجادلۃ: 19، 22)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی کے تمام شعبوں پر اپنی عمل داری قائم کرنا اس کا حق ہے۔ اہل ایمان کے لیے اقتدار کا حصول کوئی دنیاداری کا کام نہیں ہے بلکہ اسلامی ریاست کا قیام ان کے لیے ویسا ہی ضروری ہے جیسا نماز پنج گانہ کی ادائیگی کے لیے مسجد کی تعمیر و آبادکاری۔ اسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو بھیجا۔ ارشادِ الٰہی ہے: ''ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا۔ اور اُن پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔ اور ہم نے لوہا پیدا کیا اس میں شدید جنگی صلاحیت ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں اور تاکہ اللہ جان لے کہ کون مدد کرتا ہے اس کی اور اس کے رسولوں کی غیب میں ہونے کے باوجود۔ بے شک اللہ قوی (اور) غالب ہے۔'' (الحدید: 25) عدل و قسط کا یہ نظام قائم کرنے کے بعد اس کی ہر طرح سے حفاظت کی ذمہ داری اہل ایمان پر عائد ہوتی ہے اور وہ سب مل کر یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔ اس کے لیے دفاعی قوت کا حصول بھی فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ''اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے، ہیبت بیٹھی رہے گی۔ اور تم جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہیں کیا جائے گا۔'' (الانفال: 60) خارجی دشمنوں کے خلاف دفاعی حصار قائم کرنے کے ساتھ اندرونی دشمنوں سے نبٹنا بھی اسی حکم میں شامل ہے۔ اسلامی ریاست میں اہل حل وعقد عوام الناس کی صرف دنیوی فلاح وبہبود کا اہتمام ہی نہیں کرتے بلکہ وہ انہیں اُخروی زندگی میں کامیابی کے حصول کے لیے مددگار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ جل وعلیٰ کا فرمان ہے: ''یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں اقتدار دیں تو وہ نماز کا نظام قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ کا نظام جاری کرتے ہیں اور نیک کام کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔'' (الحج: 41) برصغیر کے مسلمانوں نے علیحدہ ملک حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کرنے سے پہلے جو مقصد اپنے سامنے رکھا تھا اس کی وضاحت تحریک کے دو بڑے رہنماؤں، علامہ محمد اقبال اور محمد علی جناح (قائداعظم)، نے بڑے واشگاف انداز میں اس طرح کی تھی۔ مثلاً علامہ اقبال نے علیحدہ مسلم ریاست کے قیام کا مطالبہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''اسلام کے لیے یہ ایک موقع ہوگا کہ عرب ملوکیت کے تحت اس پر جو پردے پڑ گئے تھے، ان سے چھٹکارا حاصل کر سکے اور اپنے قوانین، تعلیمات اور ثقافت کو اپنی اصل روح کے ساتھ روح عصر سے ہم آہنگ کر سکے''۔ اسی طرح قائد نے بھی دوٹوک انداز میں فرمایا تھا: ''جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں یا جب ہم کہتے ہیں کہ یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے تو وہ (ہندو) خیال کرتے ہیں کہ ہم مذہب کو سیاست میں گھسیٹ رہے ہیں، حالانکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر ہم فخر کرتے ہیں۔ اسلام ہمیں مکمل ضابطۂ حیات دیتا ہے۔ یہ نہ صرف ایک مذہب ہے بلکہ اس میں قوانین، فلسفہ اور سیاست سب کچھ ہے۔ درحقیقت اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی ایک آدمی کو صبح سے رات تک ضرورت ہوتی ہے۔ جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں تو ہم اسے ایک کامل لفظ کی حیثیت سے لیتے ہیں۔ ہمارا کوئی غلط مقصد نہیں، بلکہ ہمارے اسلامی ضابطہ کی بنیاد آزادی، عدل و مساوات اور اخوت ہے۔''

علامہ اقبال تو قیام پاکستان سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ قائد نے جدوجہد جاری رکھی اور پاکستان اللہ کے فضل وکرم سے قائم ہو گیا۔ بظاہر ناممکن کام ہو گیا۔ خود قائد اس کا اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''تم جانتے ہو کہ جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے، تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے! یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہیں کر سکتا تھا، میرا ایمان ہے کہ یہ رسول خداؐ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔''

(بحوالہ پروفیسر ڈاکٹر ریاض علی شاہ صاحب)

یہ طویل تمہید اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے باندھی گئی ہے تاکہ یہ سمجھ میں آجائے کہ اسلام کے سیاسی نظام میں پارٹی بازی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آج جس سیاست کا دور دورہ ہے اس میں اس موقف کو دیوانگی قرار دیا جائے گا۔ یہ حکم لگانے سے پہلے ہماری معروضات پر تھوڑی سی توجہ دینا قارئین پر فرض ہے۔ دیکھیے! اگر تو آپ اسلام کو دنیا کے دیگر مذاہب کی طرح کا محض ایک مذہب سمجھتے ہیں تو پھر آپ کو ہماری رائے کو مسترد کرنے کا پورا حق ہے۔ لیکن اگر آپ ہمارے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات سمجھتے ہیں، جس کی بنیاد ایمان پر ہے، جس کا اپنا منفرد نظام عبادات ہے، جس کی غمی خوشی کے مواقع پر اپنی رسومات ہیں اور جس کا اپنا پورا سماجی، معاشی

اور سیاسی نظام (Socio-politico-economic system) ہے تو پھر خدارا غور فرمائیں کہ ایسے نظام حیات کو عملی طور پر زندگی کے ہر شعبے میں اور بالخصوص معاشرتی، معاشی اور سیاسی شعبوں میں اختیار کرنے کے لیے لادینی سیاست کی علمبردار، لادین سیاسی جماعتوں (Secular political parties) کی گنجائش کیسے ہوسکتی ہے۔ یہ حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے ہماری دینی و مذہبی سیاسی جماعتیں 75 سال سے اسلامی نظام کے لیے جدوجہد کرنے کے باوجود تقسیم ہند سے پہلی والی پوزیشن پر کھڑی ہیں۔ مزید ستم یہ ہے کہ یہ جماعتیں اسلام کے نفاذ کے لیے سیکولر سیاسی جماعتوں سے اتحاد بھی کر رہی ہیں۔ مثال کے طور پر موجودہ صورت حال کا مشاہدہ کیجیے۔

جمعیت علمائے اسلام پی ڈی ایم کی اتحادی ہے اور کچھ وزارتیں بھی اس کو ملی ہوئی ہیں، پی ڈی ایم حکومت ٹرانس جینڈر قانون کو تحفظ دے رہی ہے اور جمعیت کچھ نہیں کرسکتی۔ وفاقی شرعی عدالت نے بھی جمعیت سے یہی سوال کیا ہے کہ جب یہ قانون پاس کیا گیا تھا تو اس وقت آپ کہاں تھے؟ یہ کہہ کر ان کی اپیل خارج کردی۔ لادینی سیاسی جماعتوں کی ویسے بھی پاکستانی سیاست میں قیام پاکستان کے شروع سے جو حیثیت ہے وہ بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جیسے ہی قائد اعظم اور لیاقت علی خان جیسی قومی و ملی سوچ کی حامل شخصیات منظر عام سے ہٹیں تو پاکستانی سیاست صرف وڈیروں، جاگیرداروں، نوابوں اور قبائلی سرداروں کے ذاتی مفادات کا کھیل بن کر رہ گئی اور اس سے میدان سیاست میں جو دھما چوکڑی مچی اسے جواز بنا کر 1958ء میں بری فوج کے کمانڈر انچیف نے حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی۔ وہ دن اور آج کا دن، پاکستان میں اقتدار کے دو مستقل ستونوں کی حیثیت فوج اور سول بیوروکریسی کو حاصل ہے۔

قیام پاکستان کے وقت جو فوج اور بیوروکریسی پاکستان کے حصے میں آئی تھی اس کی پرورش و تربیت سیکولر اور لبرل افکار پر ہی ہوئی تھی۔ اس لیے یہی دو ستون لادینی سیاسی جماعتوں کو باری باری اقتدار کے مزے چکھاتے رہتے ہیں۔ ان میں فوج کو Upper hand حاصل ہے۔ اور اپنی اس حیثیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ جب چاہے خود بھی اقتدار پر قبضہ کرلیتی ہے۔ اسی حیثیت میں فوج میں جنرل ضیاء الحق صاحب جیسا صوم وصلوٰۃ کا پابند جب اقتدار پر قابض ہوا تو اس نے ملک میں اور فوج کے اندر اسلامی اقدار کو رواج دینے کی کوشش کی۔ ورنہ پہلے فوج میں اس طرح کا معاملہ نہیں تھا بلکہ کوئی مذہبی پس منظر رکھنے والا شخص فوج میں آفیسرز کیڈر میں آتا تو وہ اپنی مذہبی شناخت کو چھپانے کی کوشش کرتا تھا۔

جنرل مشرف صاحب نے آکر اسی لادینی سوچ کو فروغ دیا جس کے تحت ان کی تربیت ہوئی تھی۔ ہماری قوم کا حافظہ بہت کمزور ہے اس لیے یاد دلاتے ہیں کہ مشرف صاحب نے اقتدار پر قبضہ کرنے کے بعد پہلی پریس کانفرنس کے دوران اپنے پالتو کتے بھی عوام کو دکھائے تھے۔ ان حالات میں اقتدار بالعموم لادینی سیاسی جماعتوں کو سونپ کر طاقت کے یہ سرچشمے دراصل اپنے ایجنڈے کی ہی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں۔ اس تجزیے کے مطابق پاکستانی سیاست میں قومی سیاسی جماعتوں کا کردار محض ایک سراب ہے۔ اسی لادینی سوچ سے ہی علاقائی اور لسانی جماعتیں وجود میں آئیں۔ جہاں تک مذہبی سیاسی جماعتوں کا تعلق ہے ان کا کوئی مثبت اور مستقل کردار پاکستانی سیاست میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ اسی کا مظہر ہے کہ پاکستان کی 75 سالہ تاریخ کے دوران صرف ایک جماعت، جمعیت علمائے اسلام، کو پہلے نہایت مختصر مدت کے لیے مفتی محمود رحمہ اللہ کی قیادت میں پاکستان کے سب سے چھوٹے صوبے کا اقتدار حاصل ہوا مگر وہ بھی ان لوگوں کے سہارے جو علمائے دین کے لیے اعلانیہ طور پر نہایت رکیک اور توہین آمیز الفاظ استعمال کرتے رہتے ہیں۔ بعد میں 90 کی دہائی میں پھر اسی جماعت کو مولانا فضل الرحمن صاحب کی سرپرستی میں جماعت اسلامی کے ساتھ مل کر حکومت بنانے کا موقع ملا مگر سیکولر ماحول میں اسلام کے نفاذ کی طرف پیش رفت کچھ بھی نہ ہوسکی۔

اسی طرح جماعت اسلامی کو پاکستان کے سب سے بڑے شہر (کراچی) میں قابل لحاظ عرصے کے لیے اقتدار حاصل رہا لیکن صرف بلدیات تک۔ البتہ اسلام پسند سیاسی جماعتوں کا لادینی سیاسی جماعتوں کے مقابلے میں پاکستان کی سیاست میں ایک نہایت نمایاں اور موثر بلکہ فیصلہ کن کردار رہا ہے۔ اس کردار کی مثالیں پیش کرنے سے پہلے جس موقف کو اس مضمون میں واضح کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اس کا اعادہ ضروری ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ سیکولر اور لبرل سیاسی جماعتیں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہی دراصل طاقت کے سرچشموں کے لیے ان کے لادینی عزائم کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اگر سیکولر مذہبی جماعتیں لادینی جماعتوں کا سہارا ڈھونڈنے کی بجائے، اپنا وہ کردار اپنائیں جس کی مثالیں ہمیں پاکستانی سیاست میں ملتی ہیں تو پھر نفاذ اسلام کی طرف پیش قدمی ہو سکتی ہے۔ وہ راستہ جس کو دینی جماعتوں کو اختیار کرنا چاہیے وہ ایک ایسی زوردار تحریک ہے جس کا اول و آخر مقصد دین اسلام کا غلبہ و نفاذ ہو۔ پاکستانی سیاست میں مذہبی جماعتوں کے فیصلہ کن کردار کے حوالے سے پہلا موقع اس وقت آیا جب فیلڈ مارشل ایوب خان کے خلاف تحریک چلی اور ایوب خان کو اقتدار سے بے دخل کردیا گیا۔ اس میں موثر کردار مذہبی جماعتوں کا تھا۔ بعدازاں بھٹو صاحب کے اقتدار کے خاتمے کا سہرا بھی اصلاً مذہبی جماعتوں ہی کے سر پر تھا۔ اسی طرح بینظیر بھٹو کی حکومت کے خاتمے اور پھر الیکشن میں شکست کا کریڈٹ بھی سب سے بڑھ کر مذہبی جماعتوں کو ہی جاتا ہے۔ مذہبی جماعتوں کی یہ ساری تحریکیں محدود وقتی تقاضوں کے تحت تھیں اس لیے ان کا کوئی فائدہ دین اسلام کو نہ پہنچ سکا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہر طرح کی لادینیت کو پاکستان سے ختم کرنے کے لیے دینی سیاسی جماعتوں کو سیکولر سیاسی جماعتوں سے قطع تعلق کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر نبوی منہاج کے مطابق نفاذ اسلام کی جدوجہد شروع کرنی چاہیے۔ اسی سے لادینی سیاست کا خاتمہ ہوگا اور یہ ملک منزل مراد کو پہنچے گا۔ ان شاء اللہ


## ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 36 سال، تعلیم ICS، ذاتی کاروبار کے لیے دینی مزاج کی حامل، تعلیم یافتہ لڑکی کا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0327-1440049

☆ لاہور میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم بی ایس انگلش، قد "6.'5 صوم صلوٰۃ اور پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ اور برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4204461

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

and social justice."
*(http://www.jinnahofpakistan.com/2010/04/state-bank-of-pakistan-symbol-of-our.html)*

Moreover, in his address to the Karachi Bar Association on 25 January 1948 Jinnah said, "...There are people who want to create mischief and make the propaganda that we will scrap the Shariat Law. Islamic principles have no parallel. Today they are as applicable in actual life as they were 1300 years ago."
*(https://pakistan.gov.pk/Quaid/messages_page2.html)*

The Riyasat e Madinah, established by Prophet Muhammad ﷺ and strengthened during Khilafat e Rashida period was a true and comprehensive welfare state, both in material sense and spiritual sense; where not only the material needs of a person were ensured, every soul had the opportunity, and potential to achieve highest grades spiritually. On the contrary, the welfare state model of modern developed world is established on the principles to fulfill the material needs of its citizen alone, hence, failing miserably at the spiritual level.

Therefore, it is not only important, but essential for Pakistan to embrace Islam, in toto, in its political discourse and structure, economic practice and outlook, and social and cultural scheme. All aspects regarding the form of governance as well as other political issues must be in sync with the Islamic edicts. The economy must be ridded of riba (interest) and all other non-Islamic elements. The social structure of the state must be firmly rooted in the pristine traditions of Islam (Qur'an and Sunnah). The international relations of an Islamic country must be governed by the diktats of Islam.

In fact, a government in a Muslim country is responsible to implement Islam as a Deen in its entirety, not bits and pieces.

## امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

(21 جنوری 2023ء)

جمعرات (21 جنوری) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعدازاں کراچی روانگی ہوئی۔ منگل کو کھانے پر سابقہ P.S.P کے سربراہ اور موجودہ M.Q.M کے رہنما مصطفیٰ کمال صاحب سے ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات رہی۔ انہوں نے کہا کہ وہ شہر کراچی کو فسادات سے بچانے اور لوگوں کی اصلاح کی کوشش کر رہے ہیں۔ امیر محترم نے کہا کہ ہمارا اصل مسئلہ شریعت کا نفاذ نہ ہونا ہے، اس کے لیے جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ان کی اہلیہ قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی سے فہم قرآن کا ایک سالہ کورس کر رہی ہیں۔ علاوہ ازیں معمول کی مصروفیات رہیں۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے متعلق آن لائن رابطہ رہا۔

**گوشۂ انسداد سود**

## سود کی حرمت کے حوالے سے اعتراضات اور اُن کے جوابات

آٹھواں اعتراض: باہمی رضامندی کی بنا پر سودی لین دین ممنوع نہیں۔

جواب: قرض دار اور قرض خواہ کسی معاملے پر (چاہے اس میں ایک فریق کو تو نفع کی ضمانت ہے اور دوسرے کے لیے ایسی کوئی ضمانت نہیں) اگر باہم رضامند ہو بھی جائیں تو بھی یہ رضامندی سودی لین دین کو جائز نہیں قرار دے سکتی۔ باہمی رضامندی اسلام میں کسی شے کے حلال وحرام ہونے کا معیار نہیں۔ کیا دو افراد کے باہم راضی ہونے پر ہم جنس پرستی یا زنا کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟ بحوالہ ''سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات''، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ

**آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 286 دن گزر چکے!**

**Quote on Riba**

"The one aim of these financiers is world control by creation of inextinguishable debts."
***BalkiBartokomous** "I'm in debt. I am a true American."*

# The guiding principles for the state of Pakistan

**By: Raza ul Haq**

The guiding principles for the state of Pakistan, which was created on basis of Islam, must be geared towards establishing an Islamic Welfare State based on the just politico-socio-economic order of Islam on the lines of the one established by Prophet Muhammadﷺ in Madinah and succeeded by the first four Khulafa (Rightly-Guided Caliphs) in Islamic history, in the context of the modern age. In fact, any 'Muslim state' has a fundamental obligation to strive and establish the Islamic form of governance. That alludes to the 'Just Islamic Order' of Islam.

The founder of Pakistan, Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah said in his speech to the Tribal Jirga made on 17 April 1948 that Muslims should stand united based on the fundamental tenets of Islam, "Whatever I have done, I did as a servant of Islam and only tried to perform my duty and made every possible contribution within my power to help our Nation. It has been my constant endeavor to try to bring about unity among Musalmans, and I hope that in the great task of reconstruction and building up great and glorious Pakistan, that is ahead of us, you realize that solidarity is now more essential than it ever was for achieving Pakistan, which by the grace of God we have already done. I am sure that I shall have your fullest support in this mission. I want every Musalman to do his utmost and help me and support me in creating complete solidarity among the Musalmans, and I am confident that you will not lag behind any other individual or part of Pakistan. We Musalmans believe in one God, one book - the Holy Quran - and one Prophet. So, we must stand united as one Nation."

*(https://united4justice.wordpress.com/tag/muhammad-ali-jinnah-address-to-the-tribal-jirga-at-government-house/)*

Quaid-e-Azam understood that an Islamic social welfare state based on the Islamic principles would be the only viable solution for the country. He also realized the importance of having an economic model that was in consistence with Islamic principles. Quaid's aversion to the western economic system could be understood from the speech he made during the opening ceremony of the Peshawar Branch of the State Bank of Pakistan in 1948, where he famously said, "I shall watch with keenness the work of your research organization in evolving banking practices compatible with Islamic ideas of social and economic life. The economic system of the West has created almost insoluble problems for humanity and to many of us it appears that only a miracle can save it from disaster that is now facing the world. It has failed to do justice between man and man and to eradicate friction from the international field. On the contrary, it was largely responsible for the two world wars in the last half century. The adoption of Western economic theory and practice will not help us in achieving our goal of creating a happy and contended people. We must work our destiny in our own way and present to the world an economic system based on true Islamic concept of equality of manhood

Vol: 32 Regd. No. C.P.L NO.114 No.06

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore